بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 48

شمارہ 16

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈیا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

5 محرم 1420 ہجری 22 شہادت 1378 ہش 22 اپریل 1999ء

لندن 16 اپریل (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹر نیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔ آج حضور انور نے مسجد فضل لندن سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازئ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔
اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حامی و ناصر ہو اور معجزانہ تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

پاکستان میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے

محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب کو شہید کر دیا گیا

"زندہ باد غلام قادر شہید پائندہ باد"

﴿خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۶ اپریل ۱۹۹۹ء بمقام مسجد فضل لندن﴾

لندن ۱۶ اپریل (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب شہید کی شہادت کا ایمان افروز تذکرہ فرمایا اور آپ کی شہادت سے متعلق حالات بیان کئے۔

شہید مرحوم کو ۱۴ اپریل کو پاکستان کی بدنام زمانہ انتہا پسند تنظیم لشکر جھنگوی کے چار اشتہاری بدمعاشوں نے شہید کر دیا تھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

"بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

یہ شہادت واقعتاً ایک غیر معمولی شہادت ہے اور اس کے کئی پہلو ایسے ہیں جن کو اس وقت اُجاگر کر کے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی براہِ راست ڈریکی تیسری نسل سے ہے۔ غلام قادر حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کے پوتے اور صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب اور قدسیہ بیگم کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ قدسیہ بیگم حضرت نواب عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی ہیں۔ اس پہلو سے حضرت اقدس علیہ السلام کے بیٹے اور بیٹی دونوں کے خون ان کی رگوں میں اکٹھے ہوگئے صرف یہی نہیں بلکہ میرے ساتھ بھی ان کا ایک رشتہ بنتا ہے۔ اور اس رشتے کی وجہ سے مختلف خون جو سلسلے کے بزرگوں کے ہیں وہ ان کے اندر اکٹھے ہوتے رہے ہیں۔ اور شائد ہی کوئی ہو جس کو یہ امتیاز نصیب ہو کہ اس کی رگوں میں یہ سارا خون اکٹھا ہو گیا ہو۔ حضور انور نے فرمایا میرے ساتھ جوان کا رشتہ ہے وہ یہ ہے کہ میری ہمشیرہ امۃ الباسط اور بہنوئی میر داؤد احمد صاحب ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ نصرت جہاں ان کی بیگم تھیں۔

حضور انور نے شہید مرحوم کے تعلیمی کوائف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی تعلیم پہلے ربوہ اور پھر ایبٹ آباد پبلک اسکول میں ہوئی جہاں سے F.S.C. کے امتحان میں یہ تمام پشاور یونیورسٹی میں اوّل قرار دیئے گئے۔ پھر انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے الیکٹریکل انجینئرنگ میں B.S.C. کی پھر امریکہ کی جارج میشن یونیورسٹی سے کمپیوٹر سائنس میں ایم ایس کیا۔ اور پاکستان پہنچ کر اپنے وقف کے عہد پر پورا اترتے ہوئے اپنی خدمات سلسلہ کی خدمت میں پیش کردی...

فرمایا غلام قادر نہایت محنتی خاموش طبع اور دلنواز شخصیت کے مالک تھے۔ تین خوبیاں ایسی نمایاں تھیں کہ بے انتہا محنتی خاموش طبع چپ چاپ اپنے کام میں لگے رہتے تھے اور شخصیت بڑی دلنواز تھی دل لبھانے والی تھی جس کو طبیعت کے بے تکلف نے چار چاند لگا دیئے تھے انکسار ایسا تھا جو بالکل بے تکلف مزاج کی رگ رگ میں داخل تھا۔

شہید ۲۱ جنوری ۱۹۶۲ء کو پیدا ہوئے تھے گویا اس عظیم شہادت کے وقت ان کی عمر ۳۷ سال تھی اور اب یہ عمر لازوال ہو چکی ہے ان کے پسماندگان میں عزیزہ نصرت جہاں جو میری بہت ہی پیاری بھانجی ہیں ان کے بطن سے ایک ۹ سالہ بیٹی عزیزہ سطوت جہان ہیں ایک ۷ سالہ بیٹا کرشن احمد ہیں نیز دو اڑھائی سالہ جوڑواں بچے عزیزان محمد معظم اور نور الدین شامل ہیں۔

ایک خصوصیت جو اس شہادت کو اس دور کی سب دوسری شہادتوں سے ممتاز کرتی ہے جس کا میں اب ذکر کرنے لگا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک بہت ہولناک ملک گیر فتنہ کے احتمال سے بچالیا۔

اس سے پہلے کوئی ایسی شہادت نہیں جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہو کہ اس شہادت کے نتیجہ میں بکثرت معصوموں کے خون بہائے جانے کے احتمال سے خدا تعالیٰ نے بچالیا ہو اور یہ بہت ہی گہری اور بہت ہی کمینی اور ہولناک سازش تھی جس کے متعلق اب مزید تحقیق جاری ہے۔ اور اگرچہ پولیس نے اس کیس کو دبانے کی کوشش کی تھی مگر ہمارے ماہرین لگے ہوئے ہیں اور پوری تفاصیل معلوم کر کے رہیں گے انشاء اللہ۔

لیکن جواب تک معلوم ہو چکا ہے اس پر بنا کرتے ہوئے میں آپ کو یقین کے ساتھ بتا سکتا ہوں کہ کوائف کیا ہیں۔ ان کا اغوا لشکر جھنگوی کے چار اشتہاری بدمعاشوں نے کیا جن کا سرغنہ لشکر جھنگوی کا ایک نہایت بدنام زمانہ مولوی تھا۔ اور یہ چاروں مفرور مجرم پولیس کو انتہائی خطرناک جرائم کے ارتکاب میں اس درجہ مطلوب تھے کہ ان میں سے ہر ایک کے سر کی قیمت حکومت نے بیس بیس لاکھ مقرر کر رکھی ہے۔

جرائم کے ماہرین سے ہم نے مشورہ کیا ان کی قوی رائے یہ ہے کہ ان کو شیعوں پر خطرناک حملہ کرنے کے الزام میں ملوث کیا جارہا تھا کیونکہ محرم کا زمانہ ہے اس لئے دنیا پر یہ ظاہر کرنا تھا اور سارے ملک میں یہ کہہ کر آگ لگانی تھی کہ بے چارے سپاہ صحابہ پر تو خواہ مخواہ الزام آتے ہیں اصل بدمعاش تو جماعت احمدیہ کروا رہی ہے اور محرم وغیرہ کے موقعہ پر جو ملک گیر فسادات ہوتے ہیں ان میں یہ ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ پتہ چل جائے کہ جماعت احمدیہ ملوث ہے تو پھر وہ ملک گیر فساد بہت زیادہ ہولناک صورت اختیار کر سکتے ہیں پھر تو بے شمار احمدی معصوموں کی جانیں ان کی رحم و کرم پر ہوتیں جو رحم و کرم کا نام تک نہیں جانتے۔ چنانچہ ماہرین بڑی قطعیت سے یہ کہتے ہیں اور یہ کہنے کی ان کے پاس وجوہات موجود ہیں کہ کار سمیت ان کی لاش کو جلا دینا مقصود تھا جس میں دہشت گردی کے جدید ترین ہتھیار مثلاً راکٹ لانچر۔ گرنیڈ اور گرنیڈ لانچر اور بہت سی کلاشنکوفیں تھیں۔ کار سے سارے جدید ترین اسلحات کی بھرمار پکڑی گئی۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ ساری چیزیں ان کی کار میں بھر کر اس کار کو جلا دینا مقصود تھا۔ اور اندر سے یہ چیزیں پکڑی جاتیں اور یہ الزام لگتا کہ سارے پاکستان میں جو اسلحہ تقسیم ہو رہا ہے اور بدمعاشیاں کی جارہی ہیں یہ جماعت احمدیہ کروا رہی ہے۔

حضور اقدس نے فرمایا عزیزم قادر شہید کا غیر معمولی کارنامہ یہ ہے کہ اس کو سمجھ آگئی کہ یہ ایک بہت خطرناک سازش ہے جس کے بد اثرات جماعت پر مرتب ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس نے بالکل پرواہ نہیں کی کہ اس کو کیا تکلیف دی جارہی ہے اسکے گلے گھونٹنے کی کوشش کی گئی اندر خنجر مارنے کی کوشش کی گئی تاکہ وہ بچ کر باہر نہ نکل سکے لیکن وہ بڑی سخت جانی کے ساتھ سارے مصائب برداشت کرتے ہوئے ان کے چنگل سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور یہ پسند کیا کہ سڑک پر اس کا خون بہہ جائے تاکہ جماعت احمدیہ اس سازش کے بد اثرات سے محفوظ رہے۔ اور ان کے قبضے میں آکر دہشت گردی کے منصوبوں میں اس کو ملوث نہ کیا جا سکے۔ یہ جدوجہد تھی قادر کی جو خدا کے فضل سے کامیاب رہی۔ شدید جسمانی اذیت پہنچی مگر بالکل پرواہ نہیں کی آخر دم تک ان سے لڑتا رہا اور اغوا کا منصوبہ ناکام کر دیا اور سڑک پر باہر نکل کر ان کی گولیوں کا نشانہ بننا قبول کر لیا۔

حضور انور نے رقت بھرے لہجے میں فرمایا اس شہادت کا یہ پہلو ایسا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ قیامت تک شہید کے خون کے ہر قطرے کو آسمان احمدیت پر ستاروں کی طرح جگمگاتا رہے گا مجھے اس بچے سے بہت محبت تھی میں اس کی خوبیوں پر گہری نظر رکھتا تھا میں جانتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے اس وجہ سے بہت ہی پیار کرتا تھا۔ گویا یہ میری آنکھوں کا بھی تارا تھا۔ مجھے صرف ایک حسرت ہے کہ کاش کبھی لفظوں میں اسے بتا بھی دیا ہوتا کہ قادر تم مجھے کتنے پیارے ہو۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر پر فرمایا
"زندہ باد غلام قادر شہید پائندہ باد"

اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ غلام قادر صاحب شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رمضان المبارک کی وجہ سے

جلسہ سالانہ قادیان

13-14-15 نومبر 1999ء کو مرکز احمدیت قادیان دار الامان میں منعقد ہو گا۔ انشاء اللہ۔

احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت سفر کیلئے تیاری شروع کر دیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان **اداریہ** 22اپریل 1999ء

تبدیلیٔ مذہب پر بحث

حال ہی میں ملک کے اخبارات میں عیسائیوں پر مختلف جگہوں پر مظالم کی خبروں کے بعد یہ بحث زور پکڑ رہی ہے کہ چونکہ عیسائی مشنری لوگوں کا مذہب تبدیل کر رہے ہیں لہٰذا قانون کے ذریعہ تبدیلیٔ مذہب پر روک لگا دی جائے۔

وزارتِ داخلہ کی طرف سے ماہ فروری کی ۲۴ر تاریخ کو راجیہ سبھا میں جو بیان دیا گیا اس میں اعتراف کیا گیا کہ سال کے شروع میں عیسائیوں پر حملوں کے ۱۱۶ واقعات ہوئے جن میں اُڑیسہ میں ایک آسٹریلیائی عیسائی مشنری اور اس کے دو بچوں کی ہلاکتوں سمیت ۵ قتل بھی شامل ہیں۔ ہندو تنظیموں کا کہنا ہے کہ عیسائی مشنری ہندوستان میں ہر جگہ اپنی عددی قوت بڑھا رہے ہیں گرجوں کی تعمیر کر رہے ہیں لہٰذا ردّ عمل کے طور پر ان کی طرف سے ایسے قدم اٹھائے گئے ہیں۔

ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے جس میں ہر انسان کو کسی بھی مذہب کو اختیا کرنے یا اختیار کئے ہوئے مذہب کو کلیتاً خیر باد کہہ دینے کا پورا پورا حق ہے۔ اور ہر مذہب کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے دلائل اور جائز کوششوں کے ذریعہ دوسرے اہل مذاہب میں پرچار کر کے اُنہیں اپنے مذہب کی طرف مائل کرے۔ ہاں کسی کو بھی اپنے مذہب کی طرف مائل کرنے کے لئے تشدد کی اجازت نہیں دی جاسکتی اگر پختہ دلائل کے ذریعہ کوئی کسی کو اپنی طرف مائل کرے یا ان کی خدمت کے سنہری اُصولوں سے کوئی خود ہی کسی مذہب کو قبول کرلے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں اگر عیسائی مشنری تشدد کے ذریعہ مذہب تبدیل کرتے ہیں تو یہ سخت قابل اعتراض بات ہے اور تشدد کے مقابلہ پر تشدد کو جائز ہی کہا جاسکتا ہے لیکن اگر وہ انجیل کے وعظ سے خواہ کوئی اُسے مانے یا نہ مانے اور سب سے بڑھ کر اپنی خدمت سے دوسروں کا دل جیت رہے ہیں۔ تو پھر ان پر تشدد کرنا حملے کرنا یا قتل کرنا نہ صرف سخت قسم کی ناانصافی ہوگا بلکہ حد درجہ کی انسانیت سے گری ہوئی حرکت قرار دی جائے گی۔

انسان کی عادت ہے کہ وہ جس حالت میں بھی ہو اس سے بہتر حالت کی طرف جانا چاہتا ہے جو صرف ہندو دھرم کو چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کر رہے بالخصوص جنہیں ہندوؤں میں شودر یا دلت کہا جاتا ہے۔ لازمی بات ہے کہ اُنہیں اپنے سماج میں وہ مقام اور وہ عزت نہیں مل رہی جو عیسائی دھرم میں وہ دیکھتے ہوں گے۔ وہ اپنی پہلی سوسائٹی میں اس رواداری یا برابری کو نہیں محسوس کر رہے ہوں گے۔ جو عیسائیت میں محسوس کر رہے ہوں گے۔ پھر اسے آپ بے شک لالچ کہہ لیں یا پہلے سے بہتر زندگی کی خواہش کہہ لیں ان کا حق ہے کہ وہ اپنی زندگی کے لئے ان حقوق کو حاصل کریں جو باقی لوگوں کو حاصل ہیں لہٰذا اگر وہ اپنے بنیادی حقوق کے حصول کے لئے اپنے مذہب کو خیر باد کہہ کر عیسائی ہو جائیں تو پھر ان پر تشدد کر کے انہیں دوبارہ اسی مذہب میں واپس لانا کہاں کا انصاف ہے اس تشدد سے تو وہ جس مذہب میں لوٹے ہیں اس میں اور بھی پختہ ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہوا بھی ہے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ملک کے مختلف حصوں میں ان حملوں کے بعد عیسائیوں میں مذہبی اعتبار سے ایک عجیب قسم کی حرکت پیدا ہوئی ہے باوجود تشدد کے وہ جگہ جگہ پر شفائیہ جلسے منعقد کر کے لوگوں کو اپنے عقیدہ کے مطابق یسوع مسیح کے معجزہ شفا کی طرف بلا رہے ہیں چنانچہ حال ہی میں اس پر امرتسر کی ہندو تنظیموں نے ضلعی حکام کو کہا ہے کہ عیسائیوں کے ایسے شفائیہ جلسوں پر پابندی لگائی جائے کیوں کہ ان کے آجکل کے سائنس کے زمانہ میں یہ کہنا کہ صرف ہاتھ پھیرنے سے اندھوں کو آنکھیں مل جائیں گی بہرے سننا شروع کر دیں گے اور لنگڑے چلنے لگیں گے بالکل بیہودہ دعویٰ ہے۔ لہٰذا اس پاکھنڈ کو بند کیا جائے انہوں نے ضلعی حکام کو مزید کہا ہے کہ اگر ایسے جلسوں پر پابندی نہ لگائی گئی اور نتیجہ کے طور پر حالات خراب ہوئے تو اسکی ذمہ داری ضلعی حکام کی ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ اگر آجکل کے سائنسی دور میں یہ شفائیہ جلسے انسانی عقل کے خلاف ہیں تو ان سے گھبرانے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔ لوگ خود ہی ان بے عقلی کی باتوں کی طرف مائل نہیں ہوں گے ایسے جلسوں سے گھبراہٹ بھی دراصل اس بات کا مظہر ہے کہ لازماً کچھ لوگ ایسی باتوں کی طرف مائل ہوں گے۔

دوسری طرف عیسائیوں کا کہنا یہ ہے کہ آجکل کے سائنسی دور میں اگر مٹی کی یا پیتل اور سونے کی خود ساختہ مورتیوں کو پوجنا خلاف عقل نہیں ہے تو اس نہج پر ان کے شفائیہ جلسوں کو بھی سمجھ لیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کسی مقام پر کوئی بھی کام مذہب کے نام پر شروع کریں خواہ عیسائی شفائیہ جلسہ کریں یا ہندو مورتیوں کی پوجا کریں یا مسلمان قبروں کے آگے سجدہ کریں اور لوگوں کو بتایا جائے کہ ایسے مقامات پر آنے سے اُن کے دُکھ درد دور ہوں گے اور ان کی نیک تمنائیں اُنہیں حاصل ہو جائیں گی تو لازماً ہزاروں ضرورتمند ایسی جگہوں پر ضرور جائیں گے اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ایسا کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کریں گے۔

حالیہ دنوں میں عیسائیوں پر مظالم کر کے ہندو تنظیموں نے خود ہی ان کے ہاتھ مضبوط کئے ہیں چنانچہ مظالم کی یہ کہانیاں سنا سنا کر انہیں نہ صرف ملک میں اپنے لوگوں سے فائدہ حاصل ہوا ہے بلکہ غیر ملکی امداد میں بھی اضافہ ہوا ہے اور یہی فائدہ پاکستان میں توہین رسالت کی زد میں آنے والے مسیحیوں اور دیگر مسیحی تنظیموں نے بھی اُٹھایا ہے۔ لہٰذا اس کا بہتر حل تو یہ ہے کہ تبدیلی مذہب پر روک لگانے کی بجائے ہندو تنظیمیں اپنے مذہب سے جڑے ہوئے لاکھوں شودروں دلتوں اور ہریجنوں کو وہ سمان اور عزت دیں جس کے لئے وہ صدیوں سے ترس رہے ہیں۔ انہیں انسانیت کے تمام حقوق عطا کریں اُن کے ساتھ نہ صرف کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے میں محبت کا اشتراک کریں بلکہ اپنے رشتے بھی اُن سے استوار کریں بس یہی ایک عمدہ طریقہ ہوگا شودروں کو عیسائیت میں جانے سے روکنے کا لیکن کیا ہندو سماج اس قدر فراخدلی دکھا سکے گا......؟ (باقی)

کرنال میں جماعت احمدیہ ہریانہ کا چوتھا جلسہ سالانہ

☆مسجد احمدیہ میں تربیتی اجلاس ☆جلسہ پیشوایان مذاہب ☆نماز تہجد اور نماز باجماعت کی ادائیگی-ڈپٹی کمشنر کرنال اور ضلع پریشد کرنال کی شرکت اور قادیان سے علماء کرام کی شرکت

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ کرنال شہر میں ۲۱ مارچ کو جماعت احمدیہ ہریانہ کا چوتھا جلسہ سالانہ نہایت عظیم الشان رنگ میں منعقد ہوا۔ جس میں قادیان دہلی کے علاوہ پنجاب اور ہریانہ کے دیہاتوں اور شہروں سے ایک ہزار سے زائد نومبائعین نے شرکت کی ہریانہ کے اضلاع انبالہ - کوروکشیتر - کرنال - پانی پت - یمنانگر - جیند - حصار - بھوانی - روہتک اور فتح آباد سے نمائندگان نے شرکت فرمائی۔

قادیان سے محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت و تبلیغ، محترم چوہدری محمد عارف صاحب نگران دعوت الی اللہ بھارت، محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت اور مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے علاوہ محترمہ بُشریٰ طیبہ غوری صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے دیگر نمائندگان کے ہمراہ شرکت فرمائی۔ جبکہ دو روز قبل مکرم تنویر احمد صاحب خادم نگران ہماچل و پنجاب اور مکرم اشرف علی صاحب چیئرمین ایم-ٹی-اے اپنی ٹیم کے ہمراہ تشریف لے آئے۔

۲۰ر مارچ کو جلسہ کے انتظامات کے تعلق سے رضاکاران کا ایک جلسہ زیر صدارت مکرم تنویر احمد صاحب خادم اور خاکسار منعقد ہوا۔ جس میں مکرم منیر احمد صاحب خادم نگران ہریانہ نے جلسہ کی ڈیوٹیوں کے تعلق سے تفصیل بتاتے ہوئے جلسہ کے رضاکاران کیلئے حضرت امیر المومنین کی نصائح پر روشنی ڈالی۔ بفضلہٖ تعالیٰ مختلف جماعتوں سے نومبائعین رضاکاران جلسہ سے دو روز قبل پہنچ چکے تھے جنہوں نے مشن ہاؤس اور جلسہ گاہ میں وقارِ عمل کے علاوہ دیگر خدمات سر انجام دیں۔

۲۱ر مارچ کو جلسہ کا افتتاح نماز تہجد سے ہوا جو کہ مکرم طاہر احمد صاحب طارق مبلغ اسماعیل آباد نے پڑھائی۔ ٹھیک دس بجے مہمانان پہنچنے شروع ہوگئے۔ چنانچہ ٹھیک ۱۲ بجے کا پہلا تربیتی اجلاس احمدیہ مسجد کرنال میں زیر صدارت مکرم چوہدری محمد عارف صاحب نگران دعوت الی اللہ بھارت شروع ہوا۔ جس میں نومبائعین کے بچوں نے نماز کے علاوہ تلاوت قرآن مجید اور دیگر نظمیں اور دینی معلومات سُنائیں۔ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے "خلافت کی برکت" کے موضوع پر اور مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے نماز اور چندوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ مکرم ماسٹر شیر علی صاحب صدر جماعت احمدیہ اگالن نے جیند شہر میں غیر احمدی علماء کی طرف سے مخالفانہ جلسہ میں احمدیہ نومبائعین کی حکمتِ عملی اور پُر حکمت جوابات پر روشنی ڈالی۔ بعد دُعا تربیتی جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

تربیتی اجلاس کے بعد دوپہر کے کھانے کا پروگرام تھا جس میں تمام حاضرین نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر سے کھانا تناول فرمایا۔ کھانے کے بعد مسجد میں باجماعت نماز ظہر و عصر ادا کی گئی۔

کھانا اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد مشن ہاؤس کے قریب وسیع پنڈال میں جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد ہوا۔ جس کے مہمان خصوصی مکرم ڈپٹی کمشنر صاحب کرنال تھے جبکہ جلسہ میں ضلع پریشد کرنال کے چیئرمین نے بھی شرکت فرمائی۔ جلسہ کی صدارت محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم مخدوم شریف صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے کی اور ترجمہ مکرم منیر احمد صاحب خادم نگران ہریانہ نے کیا۔ جلسہ میں عیسائی دھرم کی طرف سے فادر نے ہندو دھرم کی طرف سے مسز اُرملا آریہ اور اسلام کی طرف سے محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے پُر مغز تقاریر کیں اور اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیں۔ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری اور غیر مسلموں سے حسنِ سلوک کے عنوان پر تقریر فرمائی۔

مہمانِ خصوصی جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کرنال اور کرنال ضلع پریشد کے چیئرمین نے جلسہ پیشوایان مذاہب کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہا۔

ہریانہ کے دینی امتحان میں اوّل - دوم - سوم آنے والے طلباء کو جلسہ کے موقعہ پر انعامات دیئے گئے۔

امسال ۹۸ طلباء و طالبات نے دینی امتحان میں حصہ لیا۔ نتیجہ درج ذیل ہے۔

گروپ A

مکرم امام الدین صاحب سوبری کرنال اول — مکرم رئیس الدین صاحب ہتھلانہ دوم — مکرم نعیم احمد صاحب یمنانگر (سوم)

گروپ B

عزیزہ مینا باس اوّل — مکرم آشو کمار اسماعیل آباد دوم — عزیزہ ممتا اسماعیل آباد سوم

گروپ C

عزیزہ روبینہ چڑوی اوّل — مکرم نصیب بھٹی اگالن دوم — عزیزہ پنکی باس سوم

انعامات مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت و تبلیغ، ڈاکٹر چوہدری محمد عارف صاحب نگران

(باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

"مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس سنت کو جماعت میں زندہ کرنے کی کوشش کریں

(احادیث نبویہ کے حوالے سے یتامیٰ سے حسن سلوک سے متعلق اہم تاکیدی نصائح)

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۹؍ جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۹؍ صلح ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - اياك نعبد و اياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَلاَ تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلاَّ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ. وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ. اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً﴾. (سورة بنی اسرآئیل آیت ۳۵)

.. اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریق پر کہ وہ بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو یقیناً عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ یہاں عہد سے مراد عہد امانت ہے، وہ بارِ امانت ہے جو اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اول طور پر اور آپ کی وساطت سے ساری امت پر ڈالا ہے۔ اس میں عہد کو پورا کرنا بھی اور بندوں کے عہد میں جو خدا کی ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا کرنا بھی مراد ہے یعنی دونوں باتیں بیک وقت پیش نظر رہنی چاہئیں۔ وہ عہد جن کے ذریعے اللہ کی امانتیں پوری کرنی ہوں یعنی جو خدا کے حقوق ہیں وہ ادا کرنے ہوں اور وہ عہد یعنی وہ امانتیں جو بندوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ پوری کرنی ہوں یہ دونوں قسم کی امانتیں اس عہد کے اندر شامل ہیں۔

اسی مضمون کی جس کا یتامیٰ اور بیوگان وغیرہ سے تعلق ہے، مسکینوں وغیرہ سے تعلق ہے اور ایک اور آیت سورۃ النساء آیت نمبر ۹ " وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوْفًا" اور جب ترکہ کی تقسیم پر ایسے اقرباء جن کو قواعد کے مطابق حصہ نہیں پہنچتا، یہ آزاد ترجمہ ہے اور جب ترکہ کی تقسیم پر ایسے اقرباء جن کو قواعد کے مطابق حصہ نہیں پہنچتا اور اسی طرح یتیم اور مساکین بھی آجائیں تو کچھ اس میں سے ان کو بھی دو اور ان سے نرمی اور خُلق سے بات کرو۔

یہ دو آیتیں میں نے آج کے لئے چنی ہیں دراصل ان دو آیات میں جو مضمون بیان ہوا ہے وہ اس سال درس کے دوران سورۃ النساء کی آیات پر کثرت سے پھیلا ہوا ہے میرے لئے تو ممکن نہیں تھا کہ ان تمام آیات کو آج کے خطبے میں اکٹھا کرتا اور سارے مضمون کو یہاں بیان کرتا مگر کسی حکمت کے پیش نظر خصوصیت سے یتامیٰ اور بیوگان اور بے سہارا عورتوں کے متعلق میں کچھ نصیحت جماعت کو کرنا چاہتا ہوں اس پہلو سے ان دو آیات کا میں نے انتخاب کیا ہے۔

آج کل دنیا مظلوموں سے بھری پڑی ہے یتامیٰ اور بیوگان خصوصیت سے بہت کثرت کے ساتھ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں جن کو جماعت کی بناء پر ظلم کا نشانہ بنایا گیا، کچھ شہداء ہوئے، کچھ ان کے بچے یتیم رہ گئے، کچھ بیوگان عورتیں تھیں، ان سب پر اللہ کے فضل سے جماعت پوری طرح نگران ہے یعنی کفیل ہی نہیں بلکہ نگرانی کر کے پوری طرح معلوم کرتی ہے کہ کون کون کہاں کس حد تک ضرورت مند ہے۔ اس لئے اس وقت میرے پیش نظر وہ نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جہاں تک توفیق ہے ان کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح کماحقہ ادا کر رہی ہے۔

میرے پیش نظر اس وقت وہ دنیا کے مظلوم ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں۔ ان میں سے اول طور پر مسلمان ہیں اور پھر نسبتاً دوسرے انسان جن کا کوئی بھی مذہب ہو مگر یتامیٰ اور مساکین اور بیوگان وغیرہ کی فہرست میں آتے ہیں کیونکہ غربت کا کوئی مذہب نہیں ہوا کرتا، بے چارگی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ چنانچہ ان آیات میں جن کی میں نے تلاوت کی ہے کسی مذہب کا ذکر نہیں۔ ترکے کی تقسیم کی بات دیکھیں، یہ نہیں فرمایا کہ مسلمان کو یہ دو۔ یہ فرمایا کہ جو بھی حاضر ہو، اس کا جو بھی مذہب ہو، یہ پوچھنا ہی نہیں، یہ رنگ کا یا مذہب کا یا قومیت کا کوئی سوال ہی نہیں اس موقع پر اٹھنا چاہئے۔ جو بھی تقسیم کے وقت حاضر ہوں ان کو کچھ دو اور اچھی بات کہو۔ دیتے وقت بھی ایسا متکبرانہ طریق اختیار نہ کرو گویا تم خیرات دے رہے ہو اور ان کے دل پر بوجھ بنو دے سکتے ہو تو اچھے رنگ میں دو اور اچھے کلمات کے ساتھ دو اور اگر نہیں دے سکتے تو پھر کم سے کم اچھے کلمات تو کہو مگر یہ ثانوی معنٰی ہیں اول معنٰی وہی ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ دو تو حسن خلق کے ساتھ پیاری باتیں کرتے ہوئے دو تاکہ سارے راضی ہو کر واپس جائیں۔

اس تعلق میں کچھ احادیث کا میں نے انتخاب کیا ہے جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ صحیح بخاری میں کتاب الطلاق میں یہ حدیث درج ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں ہونگے اور آپ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ذریعے اشارہ فرمایا جب کہ آپ نے ان میں تھوڑا سا فاصلہ رکھا ہوا تھا۔ (صحیح بخاری كتاب الطلاق باب اللعان و قول الله تعالیٰ والذين يَرمُون ازواجَهم ولَم يكُن لهُم شُهَداء اِلاَّ اَنفُسهُم) یہ شہادت کی انگلی ہے، یہ درمیانی انگلی ہے تو بعض روایتوں میں فاصلے کا ذکر نہیں مگر معلوم ہوتا ہے کسی نے ایک زاویے سے دیکھا ہے اس کو فاصلہ دکھائی نہیں دیا اور جس نے غور سے فاصلہ دیکھا ہے وہ بہت حکمت کی بات ہے جو اس نے بیان کی ہے کیونکہ قیامت کے دن یتیم کی نگہداشت کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ملا ہوا نہیں ہوگا۔ آنحضرت کا مرتبہ اور مقام بہت زیادہ بلند ہے۔

میں نے اس لئے یہ حدیث چنی ہے کیونکہ مجھے یہ فاصلے والی بات بہت پیاری لگی ہے ہوگا تو قریب لیکن درمیان میں ایک فاصلہ ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اس کے درمیان فاصلے کی حکمتیں ہیں، بہت سی حکمتیں ہیں، ایک تو مرتبے کا فرق تو ہے ہی دوسرے یہ کہ کوئی بھی یتیم کی کفالت ایسے نہیں کر سکا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ پس اگر اور ساری باتیں چھوڑ بھی دو، سارے مراتب کو ایک طرف رکھ دو تو کفالتِ یتیم کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کوئی قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ یہ آپ کا احسان ہے کہ اسے اپنے قریب ظاہر فرمادیا ہے مطلب ہے میری سنت پر عمل کرنے والا ہے اس لئے میرے قریب ہے۔

دوسری حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ ابوامامہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یتیم بچے یا بچی کے سر پر محض اللہ تعالیٰ کی خاطر دست شفقت پھیرا اسکے لئے ہر بال کے عوض جس پر اس کا مشفق ہاتھ پھرے نیکیاں ہونگی۔ اب یہاں دستِ شفقت سے صرف یہ مفہوم نہ لے لیں کہ ہاتھ پھیر دیا جس طرح عام طور پر بڑی اور بوڑھی عورتیں ہمارے ملک میں صرف یتیموں پہ نہیں سب بچوں پر ہاتھ پھیر لیتی ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اس کا سرپرست بنا۔ سرپرست لفظ کے اندر یہ بات شامل ہے کہ سر پر ہاتھ رکھا سے مراد ہے کہ اس کا خیال رکھا اور ہاتھ کی وسعت کے نیچے جتنے بھی بال آئیں مراد یہ ہے کہ اس کی جتنی ضرورتیں بھی پوری کرنے کی توفیق ملے اسی کے مطابق تمہیں نیکیاں ملیں گی۔ چنانچہ فرمایا اس کے ہر بال کے عوض جس پر اس کا مشفق ہاتھ پھرے نیکیاں ہونگی۔ "اور جس شخص نے اپنے زیر کفالت بچے یا بچی سے احسان کا معاملہ کیا وہ اور میں جنت میں یوں ہونگے آپ نے اسی طرح دو انگلیاں اٹھائیں"۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۶۵ مطبوعہ بیروت)

ایک حدیث سنن ابن ماجہ سے لی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جارہا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جائے۔ (سنن ابن ماجه ، کتاب الادب باب حق الیتیم)

یہ جو صورت ہے 'یتیم ہو' اس کے کئی امکانات ہیں۔ ایک تو یہ کہ خود گھر والا کوئی فوت ہو چکا ہو اور اس کا یتیم بچہ اپنے بڑے بھائی بہنوں وغیرہ کی کفالت میں یا اقرباء کی کفالت میں ہو اور ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی اور کا یتیم ہو اور بعض دفعہ قومی طور پر یتامیٰ سپرد کئے جاتے تھے جیسا کہ جنگوں میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت تھی کہ بہت سے یتامیٰ وغیرہ کو مختلف گھروں میں ان لوگوں کو امین جانتے ہوئے، ان پہ اعتماد کرتے ہوئے ان کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ فرمایا **مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو۔**

یتامیٰ کے تعلق میں خواہ ان کا تعلق عام دنیا میں حادثات یا عام اموات سے ہو جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی اقدامات کئے ہیں اور ایسے گھر بھی بنائے گئے ہیں جن میں یتامیٰ کی پرورش کا انتظام ہے ایسے سکول جاری کئے گئے ہیں جن میں یتامیٰ کے لئے اچھی تعلیم ہے تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہمیں دوسرے درجے کا شہری بنا کر گزارے کے طور پر سکول دئے گئے ہیں۔ تو جہاں تک میری کوشش رہی ہے وہ یہی تھی کہ یتامیٰ کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو اور اس کے لئے ان کی رہائش کا انتظام بھی بہت اعلیٰ درجے کا ہو اور ان کی تعلیم کا انتظام بھی بہت اعلیٰ درجے کا ہو لیکن ایک اور رواج ہے جس کی طرف میں اس وقت جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو قادیان میں جاری تھا۔

قادیان میں گھروں میں یتیم لے کر اسکی پرورش کرنا، اسکو بچوں کی طرح پالنا یہ ایک ایسی اعلیٰ سنت جاری تھی کہ وہ اب مفقود ہوتی جارہی ہے اور اسی وجہ سے میں دوبارہ یہ یاددہانی کرانا چاہتا ہوں جماعتی انتظام کے تحت خواہ کیسا ہی اچھا انتظام کیوں نہ ہو اور وہ انتظام لوگوں کی قربانیوں کے نتیجے ہی میں ہوتا ہے لیکن براہ راست گھر میں یتیم پالنا ایک بالکل اور بات ہے اور اسی لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جسکے گھر میں یتیم پلتا ہو اس وقت روزمرہ آزمائش بھی ہوتی ہے۔ ایک یتیم بچے کی گھر کے مالک کے بچے سے لڑائی بھی ہو جایا کرتی ہے اور کھانا تقسیم کرتے وقت، کپڑا تقسیم کرتے وقت، ہر وقت ایک آزمائش ہوتی ہے کہ کون ہے جو خدا کی خاطر ایک جیسا سلوک کرے۔ اس آزمائش پہ جو روز بروز لوگ گزرتے ہیں ان کا وہی حال ہے کہ بالوں پر ہاتھ ہے۔ جس طرح بال بکثرت ہوتے ہیں اسی طرح ضرورتیں بھی روزمرہ اتنی پیش آتی ہیں کہ بالوں کی طرح گنی نہیں جاسکتیں۔ روزمرہ کے معاملات اتنے کثرت سے ہوتے ہیں، صبح سے لے کر رات تک ہر وقت کا ایک معاملہ ہے حسن واحسان کا کہ بچے کھیل رہے ہیں، بچے پڑھائی کر رہے ہیں، ذمہ داریوں کو ادا کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے، نمازیں پڑھ رہے ہیں کہ نہیں پڑھ رہے غرضیکہ صبح سے رات تک اگر کاموں کی تفصیل میں جایا جائے تو یہ بہت زیادہ وقت چاہئے۔ مگر ایک پورا دن ہی بعض دفعہ بہت مصروفیات کی نظر ہو جایا کرتا ہے اور ان میں ہر لحہ یا ہر قدم پر ایک آزمائش ہوا کرتی ہے۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس سنت کو جماعت میں زندہ کرنے کی کوشش کریں کہ یتیم رکھیں اور اس کے حقوق ادا کریں اور اعلیٰ تربیت کریں لیکن جب یتیم بالغ ہو جائے تو پھر ایک دوسرا مرحلہ درپیش ہوگا۔ آپ اس بنا پر کہ گھر میں یتیم پلا ہے محرم کے رشتوں کو نظرانداز نہیں کر سکتے جو محرم ہے وہ محرم ہی رہے گا، جو غیر محرم ہے وہ غیر محرم ہی رہے گا۔ یہاں تک کہ جس کو منہ بولا بیٹا یا بیٹی بنایا ہو وہ بھی جب بالغ ہو جائیں تو یہی مسئلہ سامنے آجایا کرتا ہے۔ تو ایسے موقع پر ایک مشکل مرحلہ تو ضرور درپیش آتا ہے مگر اس کا علاج مختلف صورتوں میں کیا جاتا ہے۔

ہمارے ہاں بھی بچپن میں رواج تھا کسی یتیم کو گھر لے لینے کا مگر بلوغت کے بعد ان کو علیحدہ نہیں کیا گیا پردوں کا انتظام ہو گیا اور رفتہ رفتہ تربیت اس طرح کی گئی کہ ان کو احساس ہوا کہ یہ شریعت کا حصہ ہے اس لئے یہ کوئی ظلم یا ستم نہیں ہے، ہمیں علیحدہ نہیں پھینکا جارہا بلکہ مجبوری ہے۔ تو اسی قسم کے حالات دوسروں کو بھی پیش آتے ہونگے۔ ممکن ہے بعض گھروں میں یتیم کی پرورش اس طرح بہن بھائیوں کی طرح کی گئی ہو کہ اس پر اعتماد پوری طرح ہو چکا ہو اور صرفِ نظر کی جارہی ہو اس بات پر کہ وہ گھر میں گھومتا پھرتا ہے۔ اس لئے ایک رخصت اس آیت کریمہ سے مل سکتی ہے جس میں یہ بیان ہے کہ اگر ایسے شخص کو کوئی حاجت ہی نہ ہو اور سو فیصدی یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہو کہ یہ اتنا زیادہ بہن بھائیوں کی طرح سمجھتا ہے کہ اس کو کہا بھی جائے کہ ان سے شادی کر لو تو وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوگا کیونکہ بعض لوگوں کو بچپن سے یہ حاجت پیدا ہی نہیں ہوتی ان کے لئے وہ بالکل اپنی بہن یا ماں کی طرح ان کو سمجھتے ہیں۔

چنانچہ ایسے بعض مسائل میرے سامنے بھی آتے رہے ہیں گھر میں اچھی پرورش کی کسی نے اور بعد میں خیال آیا کہ اتنا اچھا بچہ ہے اپنی بچی سے ہی بیاہ لوں اس نے صاف انکار کر دیا۔ میرے پاس بعض دفعہ یہ مقدمے آئے ہیں فیصلے کے لئے کہ آپ سمجھائیں اس کو۔ ایسے بچوں کو میں نے سمجھانے کی کوشش کی یعنی بڑے ہو چکے تھے تو انہوں نے بالکل صاف بتلایا کہ ہمارے نفس میں حاجت ہی کوئی نہیں۔ تربیت کے وقت جب بہن بنا دیا، جب ماں کی طرح سمجھایا گیا تو کیسے ایک دم ہم اپنی عادت کو تبدیل کریں۔ اب اس طرف نظر دوسری طرح اٹھ ہی نہیں سکتی۔ یہ کیفیت بھی تو ہو سکتی ہے اور اس کیفیت کے نتیجے میں جیسا کہ میں نے وہ رخصت والی آیت کی طرف اشارہ کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو حاجت کوئی نہیں ہے ان سے جو روزمرہ کے پردے کی سختیاں ہیں ویسی روا نہیں رکھی جاسکتیں اور نہ رکھی جائیں تو وہ گناہ نہیں ہے جو عام طور پر ایسے حالات میں ہونے کا امکان ہے۔

لیکن یہ یاد رکھیں کہ اگر یتیم رکھنا ہے تو اسی طریق پر رکھیں۔ اگر یہ خطرہ ہو یا روزمرہ کے معاملات میں یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ آپ یہ حقوق پوری طرح ادا نہیں کر سکتے جب لڑائی ہوتی ہے بچوں کی تو آپ اپنے بچے کا ساتھ دیتے ہیں جب چیز تقسیم کرتے ہیں تو ایک فرق رکھتے ہیں تو یہی گھر جو بہترین بھی ہو سکتا تھا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بدترین بھی قرار دیا ہے تو کیوں اپنے گھر کو بدترین بناتے ہیں نیکی کے شوق میں بہترین بنانے کی بجائے بدترین تو نہ بنائیں اس کو۔ پس ایسے موقع پر بہتر یہ ہے کہ ایسے یتامیٰ کو جماعتی انتظامات کے سپرد کر دیا جائے اور ان کا خرچ اٹھا لیا جائے یہ بھی ایک بڑی نیکی ہے مگر گھر میں رکھتے ہوئے اپنوں کی طرح سلوک نہ کرنا یہ جائز نہیں ہے۔ فرمایا اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جائے۔

ایک روایت سنن ترمذی سے کتاب البرّ سے لی گئی ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کرلے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا، سوائے اس کے کہ وہ کوئی ناقابل معافی گناہ کرے۔ یہاں گھر میں پالنے کی بات نہیں ہے یہ ایک اور حسن سلوک ہے یتیموں سے جس میں ایک شخص کو یہ توفیق نہ ہو کہ گھر میں پال سکے۔ بعض دفعہ ایک آدمی مہربان ہوتا ہے اور اس کی بیوی نامہربان ہوتی ہے تو ایسی صورت میں احتیاط ضروری ہے کہ وہ گھر میں نہ پالے لیکن اگر وہ کھانے میں اپنے ساتھ شامل کر سکتا ہے تو اس کی موجودگی میں بیوی اس سے بدخلقی نہیں کر سکتی۔ یہ بھی ایک روزمرہ دیکھنے کی بات ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نیکیوں کے جہاں تک ممکن تھے امکانات کھول کھول کر ہمارے سامنے رکھ دئے ہیں یہ نہیں کر سکتے تو یہ کرو، یہ نہیں کر سکتے تو یہ کرو، ہر نیکی پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم جنتوں کے وعدے ہیں اس سے دل میں تحریص تو پیدا ہوتی ہے مگر بعض لوگ مجبور ہیں وہ نیکی کو مکمل صورت میں ادا نہیں کر سکتے۔ تو میرے نزدیک، آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسے ہی لوگوں کے لئے یہ فرمایا کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کرلے۔ اب کھانے پینے میں شامل کرنے کا یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ باہر اس کو اپنے کھانے پینے میں شامل کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا کہ اپنا کھانا باہر لے جایا کرتے تھے اور باہر یتیموں اور مسکینوں وغیرہ کو اس میں شامل فرما لیا کرتے تھے۔ تو کئی صورتیں ممکن ہیں اگر وہ نہ ہو تو پیسہ خرچ کر کے اپنے جیسا کھانا اس کے لئے مہیا کروا دے یہ بھی ایک صورت ہے۔

فرمایا وہ جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے کہ وہ کوئی ناقابل معافی گناہ کرے۔ (سنن ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی رحمة الیتیم) اب اس میں ناقابل معافی گناہ میں اکثر شرک ہی مراد ہوتی ہے۔ اگر وہ شرک نہیں کرے گا، نسبتاً ادنیٰ درجے کے چھوٹے موٹے گناہ اس سے سرزد ہوں جو کبائر نہ ہوں تو ایسی صورت میں اس کو مطمئن رہنا چاہئے کہ اس وجہ سے کہ یتیم کا نگران بنا اللہ تعالیٰ اس کے وہ گناہ معاف فرما دے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ کتنی عظیم الشان خوشخبریاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی تعلیم اور اپنی سنت پر چلنے والوں کو عطا فرمائی ہیں۔

مذہبی تحقیقی اور علمی مضامین سے بھرپور انگریزی ماہنامہ

مذہبی تحقیقی اور علمی مضامین سے بھرپر انگریزی ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز ہر ماہ شاندار get up کے ساتھ لندن سے شائع ہوتا ہے خود بھی پڑھیں اور لائبریریوں، کالجوں اور دیگر علمی ادارہ جات کے نام جاری کروائیں۔ سالانہ چندہ ایک صد روپے (Rs.100/-) درج ذیل پتہ جات پر خط وکتابت کریں۔

Nazarat Nashro Ishaat
Sadr Anjuman Ahmadiyya
Qadian - 143516
Dt. Gurdaspur Punjab (INDIA)
Tel : 01872 - 20749
Fax: 01872 - 20105

Review of Religions
The London Mosque
16, Gressn Hall Road
SW 18 5QL
London (U.K)
Tel : 0044181708517
Fax : 00441818701095

(ناظر نشر واشاعت قادیان)

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
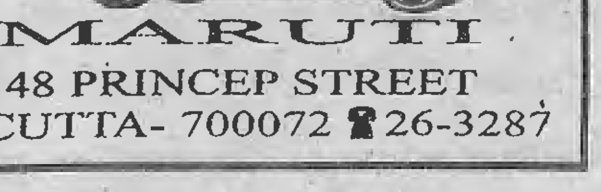
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ علی الیتیم سنن النسائی سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا یقیناً یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے اور مسلمان کا اچھا ساتھی ہوتا ہے۔ یعنی دنیا کے اموال سے کلیۃً بے رغبتی کوئی نیکی کا لازمہ نہیں ہے۔ بعض صورتوں میں بے رغبتی ایک اعلیٰ درجہ کی نیکی بھی ہوتی ہے۔ مگر یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ہر قسم کے مال چھوڑ دو اور اچھا کھانا پینا ہی بند کر دو۔ مختلف لوگ ہیں اور مختلف حالات ہوتے ہیں تو اس بات پر کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہو، توفیق دی ہو اس کو اس رنگ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بیان فرما رہے ہیں کہ یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے اور مسلمان کا اچھا ساتھی ہے لیکن یہ ایک شرط کے ساتھ ہرا بھرا اور میٹھا ہوگا اگر اس میں سے یتیم اور مسکین اور مسافر کو دیتا ہے۔

تو یہ شرط لگا دی یعنی اس کو مال کی زکوٰۃ کہتے ہیں۔ ایک تو زکوٰۃ اصطلاح ہے۔ اس اصطلاحی زکوٰۃ کو ادا کرنے کے علاوہ انسان اپنے مال اور اپنی خوشیوں کی زکوٰۃ نکالتا رہے اگر وہ زکوٰۃ نکالتا رہے گا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر بے شک اچھا کھاؤ پیو تم نے اس کی زکوٰۃ نکال دی۔ اور زکوٰۃ نکالنا ان معنوں میں یہ ہے کہ یتیم، مسکین اور مسافر کو دیتا ہے۔ اور جو شخص اس کو ناحق طور پر لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور یہ اس کے خلاف قیامت کے روز گواہ ہوگا۔ کس کو لیتا ہے مطلب ہے دنیا کے مال۔

جس کی جائز کمائی تھی اس کے متعلق تو فرمایا کہ ہرا بھرا مال ہے اچھا مال ہے۔ بشرطیکہ اس کا حق ادا کرو اور اگر وہ مال ناجائز طریق پر کمایا گیا ہے تو ایسا ہی ہے جیسے آگ کھالی جائے اور ساتھ یہ فرمایا اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ اب یہ بات بھی ہم نے مشاہدے میں دیکھی ہے کہ حرص کے ذریعے کمائے ہوئے مال سے دو طرح بھوک باقی رہتی ہے ایک کہ مال جتنا چاہو لیتے چلے جاؤ پیٹ نہیں بھرے گا۔ یعنی مال کی طلب بڑھتی چلی جائے گی اور یہ بات جہنم کی مثال ہے۔ جہنم سے بھی جب پوچھا جائے گا کہ کیا تو بھر گئی ہے تو جہنم کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ۔ اے اللہ اور بھی ہے؟ اور ڈال دے۔ تو پیٹ کی جہنم بھی واقعۃً جہنم کی طرح بھرتی نہیں۔ اگر جو بھی انسان مال دیکھے خواہ وہ گندہ ہو خواہ وہ اچھا ہو جس قسم کا بھی ہو مال ہو، اسے لینے کی تمنا، حرص اتنی بڑھ جائے کہ اس میں اچھائی برائی کی تمیز اٹھ جائے یہ صورت اگر ہو تو فرمایا کہ ایسے مال سے اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرے گا۔ اور دوسرا پیٹ بھرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو طمانیت نصیب ہوگی، وہ مال اس کی اولاد کے، اس کے سکون کے لئے، اس کے مستقبل کے لئے مفید ثابت نہیں ہوگا وہ اس کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

پھر فرمایا اس کے خلاف وہ مال قیامت کے روز گواہ ہو جائے گا۔ اللہ نے رزق دیا تھا اچھے کاموں کی خاطر دیا تھا۔ اس شخص نے رازق کو نہ دیکھا رزق کو ہی معبود بنا دیا اور دینے والے ہاتھ کی پرواہ نہیں کی۔ اس پہلو سے وہ قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن کر کھڑا ہوگا۔

پھر سنن ابن ماجہ سے ایک حدیث حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضرت زینب بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میرا اپنے خاوند پر اور میرے زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرنا میری طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔ اب تک جو میں حدیثیں پیش کر تا رہا ہوں ان میں زیادہ تر یہ بات دماغ میں آتی ہے کہ گویا مرد ہی ہے جو یہ سارے نیک کام کر سکتا ہے لیکن جس کے گھر یتیم پلتے ہیں اس میں عورت کا بہت بڑا دخل ہے۔ اس لئے میں نے شروع ہی میں یہ بات بتا دی تھی کہ اولین اور بہترین وہ گھر ہے جس میں یتیم اچھی طرح پلتے ہوں اور یہ ناممکن ہے کہ عورت نیک دل نہ ہو اور اس میں یتیم اچھی طرح پلتے ہوں۔ خاوند کی نیکی کسی کام نہیں آسکتی کیونکہ اکثر وہ باہر رہتا ہے۔ جب تک بیوی نیک نہ ہو اس وقت تک یتیموں کے لئے ایک جنت نما گھر نہیں بن سکتا۔

تو یہ حدیث اس لئے رکھی ہے کہ اس طرف بھی یہ اشارہ کر رہی ہے اور مزید کچھ باتیں بیان کرتی ہے صرف خاوند ہی عورتوں کو نہیں پالتا بعض صورتوں میں عورتیں بھی خاوند کو پالتی ہیں اور وہ خاوند جو عورتوں کی کمائی کھانے کے عادی ہوں وہ سمجھیں گے کہ شاید ان کے لئے اس حدیث میں جواز ہے۔ میں یہ بات کھول دینا چاہتا ہوں کہ ان کے لئے اس حدیث میں کوئی جواز نہیں ہے بلکہ عدم جواز ہے۔ خاوند کو اپنی بیوی کے مال پر کوئی حق نہیں ہے۔ اگر بیوی خرچ کرتی ہے تو ایسے خرچ کرتی ہے گویا صدقہ ہے۔ تو اب بتائیں آپ کا جواز کہاں چلا گیا۔ اگر آپ صدقے پہ پلنا پسند کرتے ہیں تو غیروں سے صدقہ لینے کی بجائے بیوی کے صدقے پہ پلیں اور بیوی کو نیکی اسی طرح ملے گی جیسے صدقہ کی نیکی ملتی ہے۔ چنانچہ بہت ہی دلچسپ حدیث ہے اس پہلو سے۔

حضرت زینبؓ جو حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہما) کی بیگم ہیں فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میرا اپنے خاوند پر اور میرے زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرنا میری طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔ حضرت عبداللہ کا بھی پتہ چل گیا بیچاروں کا کہ کسی مجبوری کی وجہ سے وہ کما نہیں سکتے تھے اور ایک اور خوبی حضرت زینب کی یہ ہے کہ اس بناء پر اپنے خاوند کو چھوڑا نہیں، اس کو طعن و تشنیع نہیں کی اس کو گھر میں ٹھیک طرح رکھا ورنہ بعض عورتیں خاوند نہ کمائے تو اس کو بھی پھر نکھٹو ہونے کے طعنے دینے شروع کر دیتی ہیں یا اور طرح سے بدسلوکی کرتی ہیں۔

نیک سلوک اس میں داخل ہے اس لئے کہ اگر نیک سلوک شامل نہ ہوتا تو پھر جزاء کوئی نہ ہوتی اس لئے بات کی گہرائی میں اتر کر اس میں استنباط ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ان سب صحابہ اور ان کے گھروں اور ان کے حالات پر نظر ہوا کرتی تھی۔ اگر اس عورت نے یہ سوال کیا کہ صدقہ ہے تو آپ اگر دیکھتے کہ وہ خاوند سے حسن سلوک نہیں کرتی بلکہ اس طرح دیتی ہے جیسے کسی چیز کے سامنے چیز پھینکی جائے تو آپ فرماتے نہیں یہ صدقہ نہیں ہے اس صدقے کی جزاء نہیں ہے کیونکہ تم نے وہ حقوق ادا نہیں کئے جیسا کہ اس آیت میں وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ان سے حسن سلوک کی بات کرو اچھی باتیں کہو اچھے طریق پر ادا کرو۔ تو یہ تمام باتیں اس حدیث کے الفاظ میں مضمر ہیں۔

بہر حال حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ یتیموں پر خرچ کرنا میری طرف سے صدقہ شمار ہوگا؟۔ اس سے مزید پتہ چلا کہ ایک یتیم نہیں بہت سے یتیموں کی یہ نگہداشت کیا کرتی تھیں ایسے بھی ہونگے جوان کے گھر میں پلتے ہوں گے، ایسے بھی ہونگے جو گھر میں نہیں پلتے مگر باہر کے یتیم ہیں مگر یتامیٰ کا ذکر ہے ایک یا دو یتیم کی باتیں نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ایسی خاتون کو دوہرا اجر ملے گا ایک صدقے کا اور دوسرے رشتہ داری نبھانے کا۔ (سنن ابن ماجه کتاب الزکوٰة باب الصدقة علی ذی قرابة) اب دیکھیں خاوند کی بھی عزت رکھ لی۔ صدقہ تو یتامیٰ کے لئے ہے اور اس خاوند کا خیال جو رکھا جا رہا ہے اس کی عزت نفس قائم رکھتے ہوئے فرمایا یہ صدقے کے طور پر نہیں اس کو جزاء ملے گی بلکہ رشتہ داری نبھائی ہے اور جو رشتوں کو قائم کرتا ہے اس کی اپنی الگ جزاء ہے تو اس پہلو سے بہت ہی پیاری اور مکمل حدیث ہے ہر امکانی پہلو پر نظر رکھتی ہے اور اس کو کھول کھول کر ہمارے سامنے بیان کرتی ہے۔

اب یہ ایک اور حدیث ہے بہت ہی دل لبھانے والی اور دل میں سوز و گداز پیدا کرنے والی حدیث ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ یہ شعر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پڑھے۔

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ☆ رَبِيْعُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ سفید نورانی چہرے والا شخص جس کے منہ کا واسطہ دے کر بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے یتیموں کے لئے موسم بہار اور بیواؤں کی عزت کا محافظ ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار پکار اٹھے بخدا وہ تو محمد رسول اللہ ہیں، بخدا وہ تو محمدؐ رسول اللہ ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۱ صفحه نمبر ۷ مطبوعه بیروت)

یہ مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جس کی وجہ سے وہ انگلیوں کے فرق والی بات پیش نظر رکھیں یعنی جود و کرم کا یہ حال تھا کہ اگر بادل کو محمدؐ رسول اللہ کا واسطہ دے کر کہا جائے اس کی طرح جود و کرم کر دے اور دل میں سچی محبت ہو محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی تو ہرگز بعید نہیں کہ وہ بادل جود و کرم کی بارش برسا دے اور یتامیٰ کے کفیل اور بیواؤں کے والی تھے اور ان کی عزت کی حفاظت کرنے والے۔ یہ ایک بہت ہی اہم پہلو ہے اس حدیث کا جو آپ نے کھول کر بیان کیا ہے کہ بیوگان کے ساتھ حسنِ سلوک ہی نہیں بلکہ ان کی عزت کی حفاظت کرنے والے تھے۔

بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم فلاں بیوہ کی خدمت کریں۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ آپ کو اجازت نہیں ہے کیونکہ اس بیوہ کی اگر خدمت کرنی ہے تو جماعت کی معرفت کریں، اس خدمت کے بہانے آپ کا ایک جوان عورت جو بیوہ ہو گئی ہو اس کے گھر میں آنا جانا مناسب نہیں، جائز نہیں ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں کئی قسم کی قباحتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ پس اس پہلو سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق جو حضرت عائشہؓ کا بیان ہے وہ صرف یہ نہیں کہ بیواؤں کی خدمت کرتے تھے، بیوگان کی عزت کے محافظ تھے، دوسروں سے بھی بیوگان کی حفاظت کروایا کرتے تھے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے سنن ابن ماجہ میں درج ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيْفَيْنِ الْيَتِيْمِ وَالْمَرْاَةِ کہ اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں دو ناتواں یعنی یتیم اور عورت کے حقوق دبانے کو حرام قرار دے رہا ہوں۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الادب باب حق الیتیم) اب یہاں عورت میں ایک عام لفظ ہے عورت کا جو ہر عورت پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ عورت میں بھی ایک ضعف پایا جاتا ہے مگر بعض شرح لکھنے والوں نے یہاں بیوہ کا لفظ بیچ میں زائد کر دیا ہے یعنی ترجمے میں۔ وہ کہتے ہیں بیوہ عورتیں مراد ہیں۔ مگر میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کو کھلا رکھا تھا اور یہ جو تشریحیں کرنے والے ہیں ان کا کوئی حق نہیں کہ اس کو تنگ کر دیں۔ عورت کے اندر ایک نازک صنف ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے یعنی اس کو کہتے ہی صنف نازک ہیں اور اس پہلو سے اس میں کئی قسم کے احتمالات ہوتے ہیں کہ اس کی اس کمزوری سے جو دراصل اس کا حسن ہے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو فرمایا وہ خدا کو گواہ رکھ کر فرمایا ہے۔ مطلب ہے جو کام میرے سپرد کئے گئے ہیں وہ سارے میں نے ادا کر دئے ہیں۔ میں اس حال میں تیرے پاس نہیں لوٹوں گا کہ کوئی کہہ سکے کہ میں نے اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کیں اور کسی کے کہنے سے مجھے

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

کیا غرض۔ اے اللہ تو گواہ ہے، تو جانتا ہے کہ دنیا سے واپس جانے سے پہلے میں تیرے احکامات کی تمام ذمہ داریوں کو ادا کر رہا ہوں۔ وہ جو عہد والی حدیث تھی اس کا یہی معنٰی ہے کہ ایک عہد جو خدا نے بندوں سے باندھا وہ سب سے بڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے باندھا اور اس عہد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرح کسی نے بھی پورا نہیں کیا۔ آپ کے پورا کرنے کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچتا۔ مگر ایک قریب آنے کی کوشش تو ہے نا وہ تو سب کر سکتے ہیں اور جو بھی یہ کوشش کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں اسکی بہترین جزاء عطا فرمائے گا۔

ایک اور حدیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۲ میں روایت ہے کہ حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ یہ صحابی نہیں تھے، دادا صحابی تھے۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے پاس مال نہیں ہے مگر ایک یتیم کا کفیل ہوں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے زیر کفالت یتیم کے مال سے کھالو مگر اسراف اور فضول خرچی کئے بغیر۔ کیونکہ قرآن کریم میں یہ بھی حکم ہے کہ اگر تم یتیم پر خرچ نہیں کر سکتے تو اس کے مال کی حفاظت بھی ایک خرچ ہے۔ اس کے مال کی ایسی حفاظت کہ وہ بڑھتا رہے اور بہترین نشوونما ہو اس کی۔ جب تک وہ اپنے مال کو خود نہ سنبھال سکے اس وقت تک چاہے قومی نگرانی میں رہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ایسا ٹرسٹ بننے کی درخواست دی جا سکتی ہے کہ تم حکومت سے درخواست کرو کہ تمہیں بطور ٹرسٹ منظور کرلے حالانکہ انفرادی طور پر بھی انسان یہ کام کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ٹرسٹ کے لفظ اس لئے لکھے ہیں کہ ٹرسٹ کی نگرانی حکومت کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔

ایک شخص اپنے طور پر یتیم کے مال کا نگران بن جائے تو کسی کو کیا پتہ کہ وہ کیا کرتا پھرتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت باریکی سے ان معاملات کو دیکھا ہے اور جماعت کو ایسے مشورے دئے ہیں کہ ان پر عمل کر کے خرابی کا احتمال کم سے کم ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں شوق ہے تو حکومت سے درخواست دے کر اپنے آپ کو ٹرسٹی بنالو اور پھر یتیم کے اموال کی نگرانی کرو اور بحیثیت ٹرسٹی تم جوابدہ ہو گے حکومت کے سامنے اور پھر وہ آڈٹ بھی کرتے ہیں اور کئی قسم کے نگرانی کے انتظامات جاری رکھتے ہیں۔ تو یہی بات ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرآنی آیات کے حوالے سے جن کا تفصیلی ذکر اس رمضان میں درس میں گزر چکا ہے میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا۔ فرمایا اپنے زیر کفالت یتیم کے مال سے تم کھالو۔ اب مال تمہارے پاس کوئی نہیں ہے یتیم کی کفالت کرنی ہے خود بھی تو کچھ کھاؤ گے۔ جب اس کے مال کی نگرانی کرو گے تو یہ بھی تو ایک ملازمت ہی ہے۔

پس اس پہلو سے فرماتے ہیں مگر بغیر اسراف اور فضول خرچی کئے اور بغیر اس کے کہ اس ذریعے سے اپنے لئے مال بناؤ۔ جب تمہارے پاس مال ہے کوئی نہیں اور یتیم کے مال پر ہی تم اس کے ملازم سے بن گئے ہو تو اس میں سے اپنے لئے مال نہ پھر بناؤ۔ پھر اسی مال کی نگرانی کرو اور اس کی نگرانی کے بدلے کے طور پر تمہیں جو روزمرہ کھانے کے لئے پیسے چاہئیں وہ وصول کر لیا کرو۔ بغیر اس کے کہ اسکے ذریعے سے اپنے ذاتی مال کو بچاؤ۔ ایک اور بات بھی فرمائی۔ یہ پہلی بات کی تکرار نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس نے تو کہا تھا میرے پاس مال نہیں مگر ہو سکتا ہے ایسی صورت میں کسی کے پاس مال ہو بھی کچھ اور وہ یتیم کے مال کی کفالت کر رہا ہو تو ایسی صورت میں اگر خود خرچ کر سکتے ہو اپنے اوپر تو خود ہی کرو پھر محض اپنے مال کو بچانے کی خاطر یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح جامع مانع ہوتی تھیں، یا ہیں، ہمیشہ رہیں گی کہ وہ ایک مسئلے کے ہر پہلو پر حاوی ہو جایا کرتی تھیں۔

یا یہ فرمایا۔ ایک راوی کو شک ہے کہ ہو سکتا ہے آپ نے یہ فرمایا ہو کہ اپنے مال کو بچانے کے لئے اس کا مال فدا کرتے جاؤ، یہ بھی نہیں کرنا۔ (مسند احمد بن جنبل جلد ۲ صفحه ۲۱۵،۲۱۶ مطبوعه بیروت) مطلب یہ ہے کہ بعض ایسی تجارتیں ہوتی ہیں جن میں احتمالات ہوتے ہیں کہ شاید پیسہ ضائع ہو جائے تجربے کی بات ہے۔ تو یہ اجازت نہیں ہے کہ تم پہلے یتیم کا مال لگادو اور اگر وہ ضائع ہو گیا تو اپنا مال روک لو۔ اگر خرچ کرنا ہے تو پھر دونوں مال اکٹھے کرو۔ اس میں بہت باریک نصیحت ہے جس کو حضرت مصلح موعودؓ نے بہت گہرائی سے سمجھا اور آپ کے بہت سے افعال ہیں جن کی ویسے سمجھ نہیں آتی ان احادیث پر غور کرنے سے سمجھ آتی ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ بہت گہرائی سے آنحضرت ﷺ کا کلام سنا کرتے تھے یا پڑھتے تھے اور اپنی زندگی کے لئے وہی لائحہ عمل بنا لیا کرتے تھے۔

آپؓ نے جب بھی تحریک جدید یا انجمن کے لئے کوئی کاروبار کئے، زمینیں خریدیں یا دوسرے کاروبار کئے اس میں اپنا پیسہ ضرور لگایا۔ کوئی بھی ایسا کاروبار نہیں تھا جس میں ۳/۱ یا کچھ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنا پیسہ نہ لگایا ہو۔ سندھ میں زمینیں خریدیں صدر انجمن احمدیہ کے لئے تو اپنے لئے بھی، تحریک جدید کے لئے خریدیں تو اپنے لئے بھی۔ جس جس جگہ میں، جس جس ضلع میں آپ نے یہ کام کیا وہاں اسی ضلع میں بھی اپنے لئے الگ زمینیں خریدیں۔ مقصد یہ تھا کہ میں جو کاروبار جماعت کے لئے تجویز کر رہا ہوں پوری دیانت داری سے سمجھتے ہوئے کر رہا ہوں کہ یہ فائدہ مند ہوگا اور اگر اس میں یہ خطرہ ہے کہ وہ ڈوب جائے گا تو میرا مال اس بات کا ضامن ہے کہ اگر ڈوبے گا تو پھر میرا مال بھی ڈوبے گا۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے فرق کیا ہے۔ اب یہ نصیحت جو ہے آپ غور کر کے دیکھ لیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس اصولی نصیحت کے تابع ہے کہ یتیم کے مال کو الگ طور پر اس طرح نہیں لگانا چاہئے کہ وہ تمہارے لئے تجربے کا کام دے اگر ترقی کرے تو پھر اپنا مال ڈال دو اور اگر ڈوب جائے تو پھر اپنے مال کو بچالو تو اپنے مال کو بچانے کا ذریعہ بناتے ہوئے یتیم کے مال کی تجارت نہیں کرنی۔

ایک اور حدیث ہے اور یہ احادیث کے سلسلے میں جو اس خطبے کے لئے میں نے چنی ہیں ان میں سے یہ آخری حدیث ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوگان اور مساکین کی خدمت میں لگا رہنے والا شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یا اس کی طرح جو قائم اللیل اور صائم النہار ہو۔ (بخاری کتاب النفقات باب فضل النفقة على الأهل) یعنی جو شخص اس خدمت پر لگا رہتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ مجھے اس سے دوسری نیکیوں میں کوئی نقصان پہنچ گیا ہے، میں جہاد میں پیچھے رہ گیا ہوں یا روزے رکھنے میں پیچھے رہ گیا ہوں یا تہجد میں کمزوری آگئی ہے۔ فرمایا اگر تم یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت پر اپنے آپ کو مامور کر لو اور فرائض نماز ادا کرو اور نوافل پر وہ غیر معمولی توجہ نہ دے سکو جو ان معاملات میں بعض بہت آگے بڑھنے والے دیا کرتے ہیں تو اس سے تمہیں کمی کا احساس نہ ہو۔ اللہ تمہاری نیکی کو اتنے پیار سے دیکھے گا کہ باقی میدانوں میں تمہارے نہ بڑھنے کو نظر انداز فرما دے گا اور یہی نیکی ان دوسری نیکیوں کی قائم مقام بن جائے گی۔

کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات بھی تھے جو میں نے رکھے ہوئے تھے مگر چونکہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور ایک آخری بات جو میں ضروری کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ **ہمارے پاس اس وقت بہت سے خدمت کے ایسے میدان خالی پڑے ہیں جہاں یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کو پہلے سے زیادہ بڑھانے کی ضرورت ہے**۔ افریقہ میں مثلاً سیرالیون میں جو بکثرت مظالم ہوئے ہیں ان کے نتیجے میں بعضوں کی ٹانگیں کاٹی گئیں، بعضوں کے ہاتھ کاٹے گئے۔ بُرے حال ہیں، ایسی صورت میں بچے اور عورتیں رہ گئے کہ ان کا کوئی والی وارث نہیں۔ انگلستان کو یہ توفیق ملی کہ ان کے ڈاکٹروں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں جا کر ان کے اعضاء کو مصنوعی اعضاء کے ذریعے اس قابل بن دیا کہ وہ چل پھر سکیں یا روزمرہ کے کام کر سکیں اور اسی طرح انگلستان کو یہ توفیق ملی کہ اپنے صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ سے بڑی بھاری رقم ان لوگوں کے لئے وقف کر دی۔

مگر میں سب جماعتوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں افریقہ کی دوسری جماعتوں کو بھی کہ یتیم اور بیوگان کا جہاں تک مسئلہ ہے یہ ایک عام شکایت ہو گئی ہے۔ دنیا میں قومیں ظالم ہیں جن کو کوئی بھی پرواہ نہیں اس بات کی کہ کس کثرت سے لوگ ظلموں کا شکار ہوتے ہیں اور کوئی کمی نہیں ہے اس میدان میں۔ تو جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مسلمان ہیں، سر دست اگر مسلمانوں کی ذمہ داری ادا کرنے کی ہی جماعت کوشش کرے تو یہ بھی اگرچہ ہماری توفیق سے بہت زیادہ کام ہے لیکن اگر محض للہ یہ کام کریں تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری توفیق بڑھاتا چلا جائے گا۔

جہاں تک ساری دنیا کے یتامیٰ اور مسکینوں اور بیوگان کا تعلق ہے یہ دنیا میں ایسے بڑے بڑے ممالک ہیں، ایسے بڑے بڑے ادارے ہیں جن کے پاس چیریٹی (Charity) کے لئے بے شمار دولت ہے،

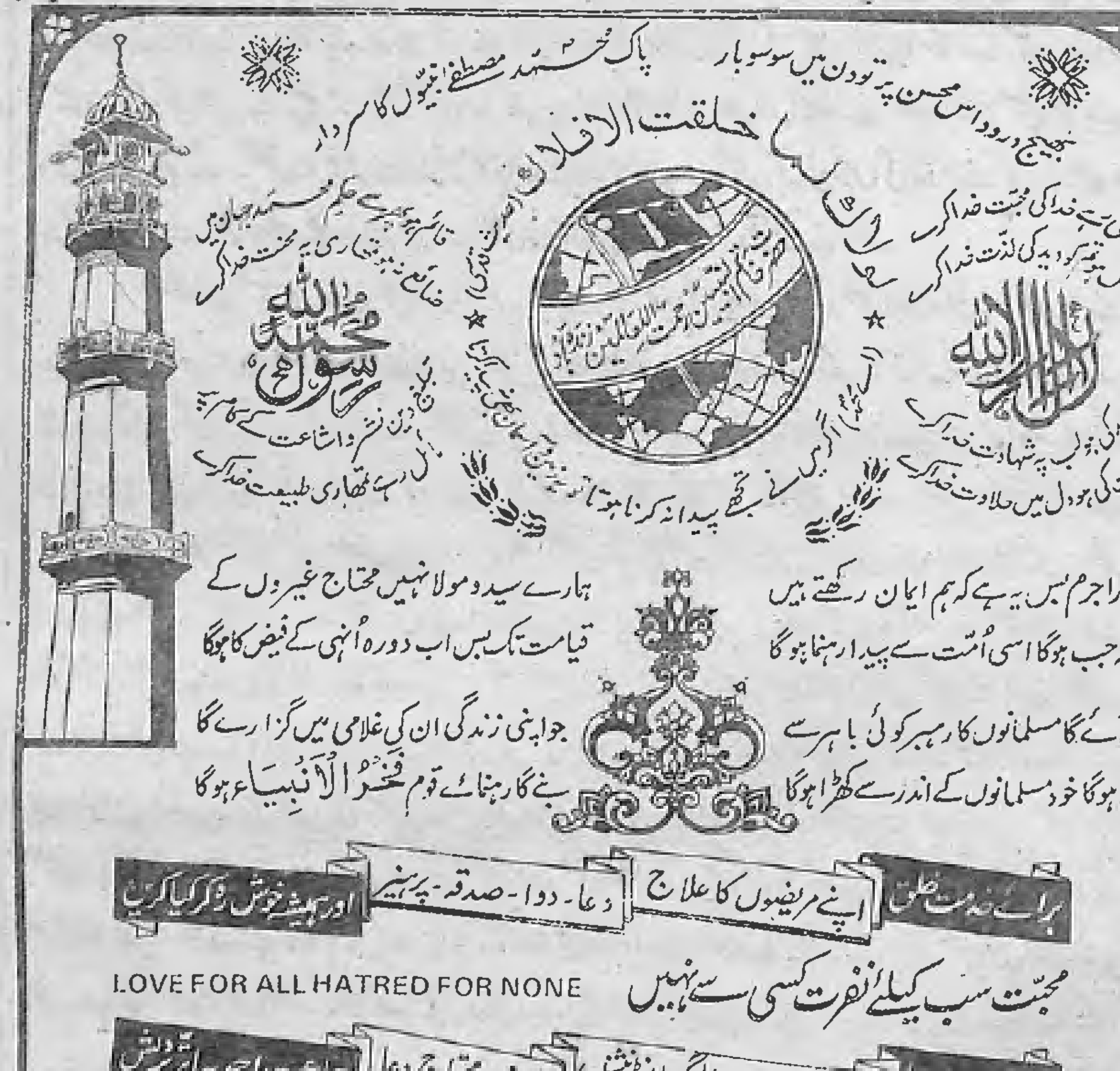

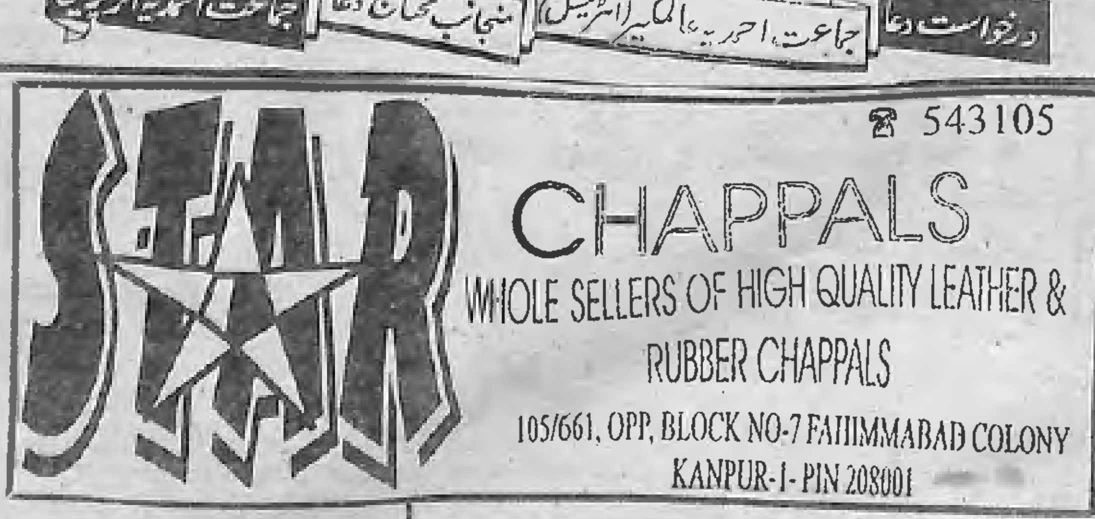

اتنی زیادہ کہ اربوں ڈالر وہ ان چیزوں پر خرچ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں اگر اور مقصد کے لئے نہیں تو ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی خاطر۔ یعنی وہ یتیم اور بیوگان جن کے ساتھ نیکی کرنے سے ان کو کوئی سیاسی فائدہ پہنچ سکے اس پر وہ خرچ کرتے ہیں تو وہاں ہمیں دخل دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ میدان تو بہت بڑا ہے اور اگر میدان بہت وسیع ہو تو انسان ایسی جگہ چنتا ہے جہاں تھوڑے مصرف سے زیادہ فائدہ ہو سکے۔

میں نے اس کی کئی دفعہ مثال دی ہے۔ سندھ کو جو آباد کیا گیا جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے سندھ میں زمینیں خریدیں کثرت سے بنجر زمینیں تھیں اور جھاؤ اگتے تھے، کانٹے دار جھاڑیاں ہوتی تھیں لیکن جاتے ہی سب سے گندے بنجر کو اختیار نہیں کیا۔ اس میں سے جو اچھی زمینیں تھیں جن کو تھوڑی سی محنت سے درست کیا جا سکتا تھا پہلے ان کا انتخاب کیا اور رفتہ رفتہ پھر اس دائرے کو پھیلایا۔ تو جماعت کو تھوڑی جگہ چن کر جس پر وہ زیادہ بہتر کام کر سکتی ہے اس خدمت کو شروع کرنا چاہئے اور خصوصاً افریقن ممالک میں ہر ایسے علاقے میں جہاں یتامیٰ اور بیوگان کی ضرورتیں زیادہ شدت سے محسوس ہوتی ہیں وہاں وہ خاص حصہ چن لیں جس میں اولیت وہ پہلے مسلمانوں کو دیں کیونکہ سب کا تو کر سکتے ہی نہیں تو کم سے کم محمد رسول اللہ کے نام کی طرف منسوب ہونے والے تو ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اس آنحضورؐ کی طرف منسوب ہونے کو ایسی اہمیت دی کہ وہ تمام لوگ جو آپ کو گالیاں دیتے تھے اور وقف تھے اس بات پر کہ آپ کی مخالفت کریں ان کے لئے بھی بد دعا دل سے نہیں نکلی اور جب وہ بہت زیادہ ظلم کرتے تھے اور جوش آتا تھا طبیعت میں تو آپ نے فرمایا۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہدار ... کآخر کنند دعویٔ حُبِ پیمبرم

کہ اے دل اس طرف بھی تو نگاہ کر کہ آخر میرے پیمبر محمد مصطفیٰؐ کی طرف منسوب تو ہو رہے ہیں۔ یہی بات ان کے لئے ایک سفارش کے لئے کافی ہے۔ پس جو عامۃ الناس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں ان کی ضرورتوں اور ان کی خدمتوں میں جہاں تک بس چلے ہمیں پیش قدمی کرنی چاہئے اور آگے بڑھنا چاہئے۔ رہا ان کا سوال جو بد خلق اور ظلم و ستم میں بڑھ رہے ہیں ان کے لئے الہامی طور پر اجازت ہے کہ اس حد تک بد دعا کی جائے کہ ان کا ظلم خود مسلمانوں کو نیکی سے محروم کرنے کا مزید موجب نہ بنے اور اس طرح ان کا قصہ پاک ہونے کا مطلب ہے چند کو خدا تعالیٰ اٹھا لے تو باقی لوگ جو ہیں ان کے لئے پھر یہی دعا کافی ہوگی اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ لاعلم ہیں ان کو پتہ نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ: ۱۲

علاوہ ازیں چار سو سے زائد احباب اور خواتین نے قربانی کے سلسلہ میں ادائیگی کی۔ چنانچہ جماعت کے مرکزی انتظام کے تحت ان سب کی طرف سے ہندوستان اور افریقہ کے ممالک میں قربانی کا اہتمام کیا گیا تاکہ ایسے لوگ بھی جو مالی استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے، خواہش کے باوجود قربانی پیش نہیں کر سکتے، وہ بھی قربانی میں شریک ہو سکیں اور ان گھروں تک بھی عید الاضحیہ کی خوشیوں اور برکتوں کا فیض پہنچ جائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے اس اہتمام کا خطبہ عید میں بہت اچھے رنگ میں ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

الحمد للہ کہ عید الاضحیہ کی یہ تقریب عقیدت، احترام اور وقار کے ساتھ بہت ہی روح پرور ماحول میں منعقد ہوئی اور سب انتظامات اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدگی سے سر انجام پائے۔ عید گاہ کی تیاری، صفائی اور عید کی مناسبت سے دیگر انتظامات کی تیاری کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے احباب و خواتین نے دن رات محنت کی اور عید کمیٹی کے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جملہ کارکنان اور کارکنات کو جن کی تعداد سینکڑوں تک جاتی ہے، اپنے فضل و کرم سے نوازے اور ان کی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے بہترین جزاء عطا فرمائے۔

(رپورٹ: عطاء المجیب راشد
مبلغ انچارج جماعت احمدیہ یوکے)

بقیہ صفحہ: ۹

کمی آئے گی اور سوسائٹی میں ہمارا وقار مجروح ہونے لگے گا۔ حالانکہ یہ سب وہم کی باتیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو معاشرے کے اندر موجود تمام طبقوں کا خیال رکھتا ہے۔ اور کسی کو بھی تکلیف نہیں پہنچاتا۔ ایسا معاشرہ ہر قسم کی طبقاتی تقسیم سے کلیۃً پاک ہوتا ہے۔ یہاں پر کسی سے بھی غیر مساوی سلوک نہیں ہوتا۔ ایک نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والا انسان بھی نہایت عزت کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے اور اسے کبھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ میں دوسروں سے درجے میں کمتر ہوں لیکن جہاں تکلف کرنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں وہاں بالکل اس کے برعکس معاشرے کی کیفیت ہوتی ہے یہ لوگ غریبوں سے ہمدردی کرنے کی بجائے ان کو بڑی بے دردی سے نظر انداز کرتے ہیں اور کبھی بھی ان سے اچھا برتاؤ نہیں کرتے ہمیشہ ان سے بے رحمی سے پیش آتے ہیں حالانکہ عجیب بات ہے کہ ایسا سلوک کرنے والوں میں سے اکثر وہ ہوتے ہیں جو خود بھی کسی زمانہ میں نہایت غریبی کے دن گذار چکے ہوتے ہیں لیکن جونہی ان کی حالت بہتر ہوتی ہے تو یہ لوگ غربت سے حد درجہ نفرت کرنے لگ جاتے ہیں اور حیثیت کا گھمنڈ انہیں اس قدر دیوانہ بنا دیتا ہے کہ یہ غریب کی طرف آنکھ اٹھانا بھی اپنی توہین خیال کرتے ہیں ان لوگوں کو کم از کم اتنا ضرور سوچنا چاہئے کہ وہ خدا جس نے آج ان کو شان و شوکت عطا کی ہے وہ ان کو دوبارہ ان کی پہلی حالت میں بھی لوٹا سکتا ہے پس بجائے اسکے کہ انسان اس کا انتظار کرے اپنے اس رویئے میں اسے فوراً تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے اگر تکلف سے کلیۃً کنارہ کشی اختیار کر لی جائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۸ء صفحہ ۷)

☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: حدیث لا المہدی الا عیسیٰ کے شواہد

تعارف کتب جن کا حوالہ دیا گیا ہے

البدء والتاریخ، ابو زید احمد بن سهیل البلخی ۱۸۹۹ء مدینة باریز
حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء، ابو نعیم اصفهانی ۱۹۸۰ء دار الکتاب العربی بیروت طبع سوم
تاریخ بغداد، احمد بن علی خطیب بغدادی ۱۹۳۱ء مکتبة خانجی قاهرة طبع اول
مسند حمیدی، ابو بکر عبد الله بن زبیر اہل حدیث ٹرسٹ. اہل حدیث چوک کراچی
الکامل فی الضعفاء، عبدالله بن عدی ۱۹۸۴ دار الفکر بیروت طبع ثالث
شرح ترمذی، امام ابوبکر ابن عربی المالکی ۱۹۳۴ مطبع صادی مصر طبع اول
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، نور الدین علی بن ابی بکر الهیثمی ۳۵۳اھ مکتبة قدسی قاهرة
فردوس الأخبار، حافظ شیرویه بن شهر دار دیلمی. دار الکتاب العربی مصر ۱۹۸۷ طبع اول
معجم احادیث المهدی، مؤسسه المعارف الاسلامیة تحت اشراف شیخ علی الکوارنی
المعجم الصغیر، ابو القاسم طبرانی. ۱۹۸۳ دار الکتب العلمیة بیروت
المعجم الاوسط، ابو القاسم طبرانی ۱۹۸۵ مکتبة المعارف ریاض ۱۹۸۵ طبع اول
صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری. متوفی ۲۵۶ھ
التاریخ الکبیر، محمد بن اسماعیل بخاری مؤسسة الکتب الثقافیة بیروت ۱۹۸۶
صحیح مسلم، مسلم بن حجاج القشیری. متوفی ۲۶۱ھ
سنن ابن ماجه، محمد بن یزید بن ماجه القزوینی. متوفی ۲۷۳ھ
صحیح ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان. ۲۵۴ھ موسسة الرسالة
مستدرك امام حاکم، ابو عبدالله متوفی ۴۰۵ھ
المصنف عبدالرزاق، متوفی ۲۱۱ھ
مسند أحمد بن حنبل، المکتب الاسلامی بیروت
المصنف ابن ابی شیبه، متوفی ۲۳۵ھ
کنز العمال، علاؤ الدین علی المتقی مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۷۹ء

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان-248-1652, 248-5222
رہائش-243-0794, 27-0471

ارشاد نبویؐ
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰی
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
SHOWROOM: 27-2185, 26-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 26-2096. 26-4696. 27-8749 FAX: ++91-33-26-9893

مسجد بیت النصر (اوسلو-ناروے) کا سنگ بنیاد

مسجد بیت النصر کی زمین خُدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۹۴ء میں خریدی گئی۔ اس کا رقبہ تقریباً ۹۵۰۰ مربع میٹر (تقریباً دو ایکڑ) ہے۔ یہ زمین شہر کے انتہائی مرکزی علاقے فوروست (Furuset) میں عین موٹروے کے اوپر واقع ہے۔ اسی موٹروے (E-6) پر بننے والے نئے ائرپورٹ کی وجہ سے اس کی اہمیت غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے۔ یہ ایسی مرکزی جگہ ہے کہ اوسلو کے ہر علاقے کے لئے یہاں سے بس اور انڈر گراؤنڈ کی سہولت موجود ہے۔ ہماری موجودہ مسجد نور سے اس جگہ کا فاصلہ تقریباً ۱۵ کلومیٹر ہے۔ مسجد بیت النصر میں تقریباً ۱۷۰۰ نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔ مسجد کے علاوہ اس عمارت میں Multi purpose ہال، ذیلی تنظیموں کے دفاتر، نمائش، لائبریری، مشنری ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، ایم ٹی اے کے لئے سٹوڈیو اور ٹی وی اسلام احمدیہ اور ریڈیو اسلام احمدیہ کے سٹوڈیو شامل ہوں گے۔ یہ مسجد سکنڈے نیویا کے ممالک میں سب سے بڑی مسجد ہوگی۔ اس کا نقشہ جماعت احمدیہ کے مرکزی محکمہ تعمیرات کے انچارج مکرم و محترم عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ نے تیار کیا ہے۔

یہ زمین پانچ سال قبل خریدی گئی تھی۔ شروع میں بعض لوگوں کی طرف سے اس زمین پر مسجد تعمیر کرنے کی مخالفت کی گئی تھی۔ اس مہم میں اس علاقے کے رہنے والے اور غیر احمدی مسلمان پیش پیش تھے۔ اس موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں جماعت نے علاقے کے لوگوں اور سیاستدانوں سے ملاقاتیں کیں۔ اور جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا۔ اور جماعت کے بارے میں اُن کی غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ اور نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی کہ اس علاقہ کے میئر نے ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہم آپ کو اپنے علاقے میں خوش آمدید کرتے ہیں۔ آئیں اور جلد یہاں مسجد تعمیر کریں۔ مجھے اُمید ہے کہ افتتاح کے موقعہ پر آپ مجھے بلانا نہیں بھولیں گے۔ منظوری کے مرحلہ پر جب یہ معاملہ شہر کی بلدیاتی کونسل کے اجلاس میں پیش کیا گیا تو اس وقت متعلقہ کونسل کے ۴۸ ممبر حاضر تھے جن میں سے ۴۷ نے مسجد کے حق میں ووٹ دیا۔ اس طرح خُدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر جماعت کی تائید و نصرت فرمائی۔

نقشہ جات کی منظوری اور کام شروع کرنے کی اجازت

۲۹ جنوری ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک مکرم مبشر احمد طارق صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ناروے نے احباب جماعت کو یہ خوشخبری سنائی کہ خُدا تعالیٰ کے فضل سے نقشہ کی منظوری اور دیگر قانونی کاروائیاں مکمل ہو چکی ہیں اور اب ہمیں مسجد کی تعمیر کا کام شروع کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ چنانچہ اُسی روز نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد احباب جماعت مسجد بیت النصر کے پلاٹ پر پہنچے۔ مکرم و محترم نیشنل امیر صاحب نے اجتمائی دُعا کروائی اور کھدائی کے کام کا آغاز کر دیا گیا۔

تقریب سنگ بنیاد

۱۹ مارچ ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک مکرم و محترم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ نے نماز جمعہ پڑھائی اور اپنے خطبہ میں اس تاریخی موقع کے متعلق فرمایا کہ قوموں کی تاریخ میں بعض دن یادگار ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ ناروے کی تاریخ میں بھی آج کا دن بہت اہم، بابرکت اور یادگار رہے گا۔ ہم سب کا اس عظیم کام میں شامل ہونا خوش قسمتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جن لوگوں نے ایک روپیہ بھی دیا اس کی اہمیت آج اگر کروڑ روپیہ بھی دیا جائے تو اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔ آئندہ نسلیں جب آپ کی اس قربانی کو دیکھیں گی تو کہیں گی کہ کاش ہم بھی اس میں حصہ لے سکتے یہ بہت سنہری موقعہ ہے۔ آپ اس میں ضرور شامل ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم جو مساجد بناتے ہیں اُن کا مقصد اسلام کو پھیلانا ہے۔ مسجد کے چھوٹی یا بڑی ہونے سے غرض نہیں۔ عیسائیت جس طرف لوگوں کو لے کر جا رہی ہے۔ وہ بہت خطرناک ہے۔ ہماری مساجد ہی لوگوں کو ان خطرات سے بچائیگی۔ آخر پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو اقتباس پڑھ کر سنائے

نماز جمعہ و عصر کی ادائیگی کے بعد احباب جماعت مسجد بیت النصر کی سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ تقریباً یک ماہ سے لگاتار برف باری ہو رہی تھی۔ مطلع ابر آلود تھا۔ ظاہری امکان یہی تھا کہ دوبارہ برف باری شروع ہو جائے گی۔ مگر آج خُدا تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور سورج نے اپنا چہرہ دکھایا۔ موسم میں جو خنکی تھی وہ خوشگوار اور بھلی معلوم ہونے لگی۔ موسم اتنا خوشگوار ہو گیا کہ یوں لگ رہا تھا جیسے ناروے میں امسال موسم بہار جلدی آ گیا ہے۔ احباب جماعت کثرت سے آج کی اس بابرکت تقریب میں شمولیت کے لئے پہنچ چکے تھے۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ ناروے کی دعوت پر ہمسایہ ملک سویڈن اور ڈنمارک کے اُمراء بھی تشریف لائے تھے۔

حضور انور (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی منظوری سے سب سے پہلی بنیادی اینٹ مکرم و محترم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ۔ مرکزی نمائندہ نے رکھی۔ یہ اینٹ آپ قادیان سے لائے تھے اور حضور انور نے از راہِ شفقت اس پر دُعا کر کے بھجوایا تھا۔ دوسری اینٹ رکھنے کی سعادت مکرم و محترم مبشر احمد طارق صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ناروے نے حاصل کی۔ اس کے بعد مکرم و محترم انور رشید صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ سویڈن اور مکرم و محترم عبدالباسط صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ڈنمارک نے اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل احباب نے اس بابرکت موقع پر اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل کی۔ (۱) مکرم مقصود احمد باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ (۲) مکرم چوہدری رشید احمد صاحب سیکریٹری اُمور عامہ (۳) مکرم عبدالغنی صاحب کھوکھر سیکریٹری جائیداد۔ (۴) مکرم چوہدری محمد احمد منیر صاحب نیشنل امیر و صدر مجلس انصار اللہ۔ (۵) خاکسار چوہدری لطیف احمد سیکریٹری اشاعت۔ (۶) مکرم خالد محمود صاحب جنرل سیکریٹری۔ (۷) مکرم شاہد ڈار صاحب صدر حلقہ و صدر مجلس خُدام الاحمدیہ ناروے۔ (۸) مکرم اطہر محمود قریشی صاحب سیکریٹری تربیت۔ (۹) مکرم قریشی عبدالرحمٰن محمود صاحب سیکریٹری سمعی و بصری۔ (۱۰) مکرم محمود احمد چغتائی صاحب سیکریٹری وقف نو۔ (۱۱) مکرم محمد اکرم بھٹی صاحب محاسب۔ (۱۲) مکرم مبارک احمد صاحب بشارت سیکریٹری تبلیغ۔ (۱۳) مکرم میر عبد السلام صاحب سیکریٹری تعلیم۔ (۱۴) مکرم راجہ فرحت احمد صاحب سیکریٹری ضیافت۔ (۱۵) مکرم سید عبدالحیٔ صاحب سیکریٹری وقف جدید و تحریک جدید۔ (۱۶) مکرم منصور احمد ڈار صاحب ایڈیشنل سیکرٹری مال۔ (۱۷) مکرم خواجہ محمود خان صاحب سیکرٹری وقف جدید نو مبائعین۔ (۱۸) مکرم سید فہیم احمد شاہ صاحب صدر حلقہ فوروست۔ (۱۹) مکرم چوہدری سلامت علی صاحب صدر حلقہ تھوین۔ (۲۰) مکرم مبشر احمد صاحب صدر حلقہ لورن شکوگ۔ (۲۱) مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب صدر حلقہ ہولملیا۔ (۲۲) مکرم ناصر محمود صاحب صدر حلقہ لامبے سیتر۔ (۲۳) مکرم عبدالمتین صاحب صدر جماعت کرسچن ساند۔ (۲۴) مکرم رفیق احمد صاحب فوزی صدر حلقہ درّمن۔ (۲۵) مکرم سید کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سلسلہ۔ (۲۶) مکرم نور احمد صاحب بولستاد (پہلے نارویجن احمدی)۔ (۲۷) مکرمہ و محترمہ نسیم منیر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ناروے۔ آخر پر مکرم و محترم عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ مرزی نمائندہ نے اجتمائی دُعا کروائی۔ اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ آج احباب جماعت بے حد خوش تھے۔ اور ایک دوسرے کو گلے مل کر مبارک باد دے رہے تھے۔

آج ہی کے خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت مسجد بیت النصر کے سنگ بنیاد کی تقریب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "یہ علاقہ میں نے خود دیکھا ہے اور چپے چپے پر پھرا ہوں۔ اور دعائیں کرتا رہا ہوں۔ الحمد للہ کہ اب اُس مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔ یعنی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ اس میں تقریباً ۱۷۰۰ نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔ جو ناروے کی جماعت کے لحاظ سے بہت اچھی ہے۔ یعنی لگتا یہ ہے کہ اتنے نمازی تو وہاں نہیں ہوں گے۔ مگر ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جب بھی مسجد بنائی گئی اور کھلے حوصلہ سے بنائی گئی۔ اگلی دس سالہ ضرورتوں کی پیش نظر رکھ کر بنائی گئی تو ایک ہی سال میں چھوٹی ہو گئی۔ تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ناروے پر بھی پوری اُترے گی اور ناروے کی جماعت کو بھی مسجد تنگ دکھائی دے گی بجائے اس کے کہ اس کو کھلا سمجھیں۔"

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ ۱۹ مارچ ۱۹۹۹ء بمقام مسجد فضل۔ لندن)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ جلد اس کی تعمیر کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بہت جلد یہ مسجد چھوٹی ہو جائے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام بہت سرعت کے ساتھ ناروے میں پھیلتا چلا جائے۔ (آمین ثم آمین)

(لطیف احمد صاحب سیکریٹری اشاعت جماعت احمدیہ ناروے)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore - 560002 ☎ 6707555

طالب دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather Ladies & Gents Bag, Jackets Wallets etc.

19A, Jawahar Lal Nehru Road

Calcutta- 700081 ☎ 2457153

تکلف کرنے سے پرہیز کیجئے

ظہور احمد مربی سلسلہ پاکستان

انسان جب تک حد اعتدال میں زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے تو حتی الوسع کسی قسم کی کمزوری کا شکار نہیں ہوتا لیکن جونہی وہ اعتدال کی حدوں کو پھلانگتا ہے۔ تو جہاں اس کے اندر اور بہت سی کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں وہاں ایک خامی یہ بھی جنم لیتی ہے کہ ایسا آدمی تکلف کا شکار ہونے لگتا ہے۔ اس کے ہر کام میں آپ کو ایک زیادتی دکھائی دے گی اور وہ اپنی ہمت سے بڑھ کر اپنے آپ کو ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ تکلف انسان کی آسودہ حال زندگی کو بہت ہی مشکل بنا دیتا ہے۔

وہ لوگ جو روزمرہ تکلف کرنے کے عادی ہوتے ہیں ان کے اندر سے خوبیاں آہستہ آہستہ مفقود ہونے لگتی ہیں۔ اور انہیں خوبیوں کی جگہ بعض برائیاں سر اٹھانے لگتی ہیں۔ ان میں ایک خامی یہ پیدا ہوتی ہے کہ ان کا دل خلوص کی دولت سے محروم ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ یہ اخلاص کا مظاہرہ یا تو صرف زبان سے کرتے ہیں یا پھر لوگوں کی پُر تکلف خدمت کر کے۔ کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ اس طرح لوگ ان کے دھوکہ میں آجائیں گے۔ چنانچہ اس قسم کے رویہ سے لوگ وقتی طور پر بہت خوش ہوتے ہیں کہ ان کا بہت خیال رکھا جارہا ہے۔ اور بدقسمتی سے اس طرح اُن کے دھوکہ میں بھی آجاتے ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد جب یہی تکلف سخت قسم کی تکلیف میں بدلتا ہے تو پھر ہوش آتی ہے کہ یہ تو سراسر دھوکہ اور فریب تھا اپنے کسی مقصد کی خاطر ہمیں ورغلایا گیا۔ جب وہ پورا ہو گیا تو ہمیں دھتکار دیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ اس طرح دوسروں کو بے وقوف بنا کر کافی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک دن جب ان کے فریب پر سے پردہ اٹھتا ہے تو پھر لوگ ان سے سخت نفرت کرتے ہیں اور ان سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ ہمارے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ چنانچہ اس طرح تکلف کا سہارا لینے والوں کو عارضی فائدہ اُٹھانے کے بعد ایک بڑے نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان کے بالمقابل وہ لوگ جو اخلاص کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں وہ ہر قسم کے نقصانات سے محفوظ رہتے ہیں اور ہمیشہ خوشیوں سے بھری اطمینان کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں انہیں بے جا تکلف کا ذرہ بھی شوق نہیں ہوتا یہ لوگ باوجود غریب اور سادہ ہونے کے دوسروں کے دلوں میں ایک معزز مقام رکھتے ہیں کیونکہ اخلاص کی نعمت سے مالا مال ہوتے ہیں یہ جب بھی کسی کو کچھ پیش کرتے ہیں یا کسی کی خدمت کرتے ہیں تو خواہ وہ سلوک بالکل سادہ ہی کیوں نہ ہو دوسرے کو بہت پسند آتا ہے کیونکہ اس میں خلوص کی شیرینی شامل ہوتی ہے اس کا ایک اندازہ آپ امراء اور غرباء کی دعوتوں سے لگا سکتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ امیر لوگوں کی اکثر دعوتیں ظاہری طور پر تو بہت پُر تکلف ہوتی ہیں لیکن آپ نے ساتھ یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ ان میں سے اکثر بڑے بوجھل دل سے ان لمحات کو گذارتے ہیں کیونکہ ان کا دل اس میں شامل نہیں ہوتا جبکہ غرباء کی اکثر دعوتیں باوجود ظاہری طور پر بے رونق ہونے کے پھر بھی دلوں کو موہ لیتی ہیں۔ کیونکہ غریب آدمی دل کی گہرائی سے اپنے مہمان کی تواضع کر رہا ہوتا ہے۔ اور اس کا رویہ اس بات کی پوری تصدیق کرتا ہے۔

تکلف کا شوق رکھنے والوں میں ایک یہ بھی کمزوری ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنی حیثیت سے بڑھ کر ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کیلئے انہیں بعض اوقات اپنی طاقت سے بڑھ کر اپنے اوپر بوجھ ڈالنا پڑتا ہے۔ یہ لوگ بعض دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کیلئے اپنے آپ کو اپنی اصلیت سے بڑھ کر پیش کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنی زندگی کو اعتدال کی حدوں سے باہر لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی نے سوسائٹی میں اعلیٰ مقام حاصل کرنا ہے تو وہ اسی طرح کیا جا سکتا ہے کہ خوب تکلف سے کام لیا جائے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہر مقام عارضی ہوتا ہے۔ جس کو حاصل کرنے کیلئے انسان اپنی حیثیت سے بڑھ کر چھلانگیں لگائے۔ سلامتی اور عزت اسی میں ہے کہ انسان اپنی چادر کے اندر پاؤں رکھے۔ اور اسی کو متوازن زندگی کہتے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنی اوقات سے بڑھ کر اپنی حیثیت بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنے لئے ریت کی دیواریں تعمیر کرتے ہیں جو زیادہ دیر تک کھڑی نہیں رہ سکتیں۔ اس بات کا اندازہ ان کو اس وقت ہوتا ہے جب باوجود کافی محنت، کوشش اور روپیہ خرچ کرنے کے ان کا مقصد پورا نہیں ہوتا اور ان کی اصل حیثیت لوگوں پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ تب یہ اپنے کئے پر پشیمان ہوتے ہیں کہ کاش ہم ایسا نہ کرتے اور یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

اپنی حیثیت سے بڑھ کر جب انسان مقام بنانے کی سوچتا ہے تو یہی تکلف پھر اس کو فضول خرچی پر بھی آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ ہر وہ آدمی جو اس سوچ کا شکار ہوتا ہے وہ اپنے قیمتی روپے کو خواہ وہ اس کا ذاتی ہو یا اس کے گھر والوں کا ہو، بڑی بے دردی سے بے جا خرچ پر لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اور اسطرح محنت سے کمایا ہوا مال بغیر کسی مقصد کے پانی کی طرح بہا کر ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اور ضرورت پڑنے پر ایسے لوگوں کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں رہتا۔ ایسے لوگوں کی زندگی میانہ روی پر قائم رہنے کی بجائے ہمیشہ افراط اور تفریط کا شکار رہتی ہے۔ انہیں عموماً اپنے اوپر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنے کی عادت ہوتی ہے۔ جب یہ اس طرح کرتے ہیں تو حد اعتدال میں نہ رہنے کی وجہ سے ان کی زندگی غیر متوازن ہونے لگتی ہے۔ اس موقع پر یہی افراط بعض اوقات ان کو تفریط میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کیونکہ جب حد سے زیادہ تکلف شروع کرتے ہیں تو یہی تکلف ان کو کنگال کر کے رکھ دیتا ہے اور یوں یہ اپنی پہلی حالت سے بھی نیچے گر جاتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح اعلیٰ حیثیت کی سوچ رکھنے والے یہ لوگ اپنے پہلے مقام سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ اپنا سارا سرمایہ داؤ پر لگا چکے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو اگر علم ہو جائے کہ جس سوچ کو انہوں نے اپنے فائدے کا موجب خیال کیا ہوا ہے وہ سراسر ان کی ہلاکت پر منتج ہو رہی ہے تو کبھی بھی یہ اپنے اوپر اس ظلم کو زیادہ دیر تک روا نہ رکھیں۔ اور اس سے چھٹکارا پانے کی کوشش کریں۔ لیکن احساس نہیں ہوتا اس لئے اس عمل کو دھراتے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان سے ایک غلطی یہ بھی سرزد ہوتی ہے کہ جس طرح ان کی زندگی غیر متوازن ہے اسی طرح ان کا سلوک بھی دوسروں سے بالکل غیر متوازن ہوتا ہے۔ کبھی تو خدمت کرتے ہوئے حد سے گزر جائیں گے اور کبھی انہیں کسی کی پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ پس لوگ ان کے اس سلوک کی وجہ سے بھی ان سے کنارہ کشی کرنے لگتے ہیں۔

پھر تکلف کرنے دلوں کے اندر اک برائی یہ جنم لیتی ہے کہ یہ جب کسی سے معاملہ کرتے ہیں تو واضح نہیں کرتے۔ ظاہری طور پر بہت اچھا تاثر دیتے ہیں لیکن اندرونی طور پر ان کا دل کسی اور سمت جا رہا ہوتا ہے۔ یعنی منافقت کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ اپنی اغراض حاصل کرنے کی خاطر اوپر سے اپنے آپ کو بہت اچھا ظاہر کریں گے۔ بہت پُر تکلف طریقے سے پیش آئیں گے اور خوب آؤ بھگت کریں گے۔ چنانچہ وہ شخص جس کو نیا نیا ان سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہ ان کے رویہ سے متاثر ہو کر ان کا دلدادہ ہونے لگتا ہے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ میں ان کی اصلیت اس پر کھل جاتی ہے۔ کیونکہ منافقت کا شکار ہونے والوں سے کسی نہ کسی موقع پر اس کی بُو ضرور آنے لگتی ہے۔ اس موقع پر ہر وہ شخص جو ان کی چالاکی اور ہوشیاری سے ان کے دام میں پھنس چکا ہوتا ہے۔ ان سے نجات کی راہیں تلاش کرتا ہے۔ اور اس کے دل میں ان سے ہمدردی کی بجائے سخت نفرت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے لوگ آخر کار بالکل تنہا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ کوئی بھی ان کا پرسان حال نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ بسا اوقات عزیز رشتہ دار بھی تعلق توڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جس معاشرے میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں معاشرے کے تمام افراد ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ اگر ہم نے ان سے تعلق رکھا تو ہمیں بھی سوسائٹی میں اسی طرح ذلت اُٹھانی پڑے گی۔ پس ہر شخص ان سے اجتناب کی کوشش کرتا ہے اور یوں یہ لوگ بالکل اکیلے ہو کر رہ جاتے ہیں۔

ہر کام میں تکلف کا اظہار کرنے والے لوگ نمائش کے بھی عادی ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی بھی کام سجاوٹ اور بناوٹ سے خالی نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ ہمیشہ تصنع سے کام لیتے ہیں۔ ان کو سادگی سے ایک قسم کی چڑ ہوتی ہے۔ یہ لوگ گفتگو کریں گے تو اس میں بھی ایک قسم کی بناوٹ ہوگی۔ ہر بات کو بہت بنا کر نہایت تکلفانہ انداز میں پیش کریں گے۔ یہ لوگ رسموں کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ اور دیگر ایسی تقریبات پر یہ لوگ صرف نام و نمود کی خاطر اپنے مال کو بے جا پانی کی طرح بہاتے ہیں۔ نمائش کے بغیر ان کا کوئی کام بھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ اگر کسی موقع پر ظاہری سجاوٹ سے کام نہیں لیا گیا بیشک مقصد حاصل ہو بھی جائے تب بھی یہ چیز ان کو سخت پریشان کرتی ہے۔ یہ لوگ ظاہری شان و شوکت پر اس قدر یقین رکھتے ہیں کہ بسا اوقات اس کو قائم رکھنے کیلئے لوگوں سے اتنے بڑے بڑے قرض اُٹھا لیتے ہیں کہ ان کی عمریں گزر جاتی ہیں مگر ان قرضوں کی واپسی ممکن نہیں ہوتی۔ ان لوگوں سے آپ گفتگو کر کے دیکھیں تو اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ لوگ صرف شہرت کی خاطر ایسا کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو اس قدر اونچا ظاہر کریں گے کہ گویا اس جیسا دنیا میں اور کوئی نہیں۔ چنانچہ اس بناوٹی شان کو قائم رکھنے کیلئے وہ ہر قسم کے حیلے بہانے کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہر جائز اور ناجائز طریقے کو استعمال میں لا کر اپنی اس جھوٹی شہرت کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود پھر بھی اکثر ان میں سے زیادہ دیر تک اپنی اس حالت کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ ان کی ہمت جواب دینے لگتی ہے۔ تب یہ لوگ اپنی بناوٹی شان کے خول سے نہایت ذلت سے باہر نکلتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح کہ کوئی خوبصورت خواب دیکھ رہا ہو اور اچانک اپنی نیند سے بیدار ہو جائے۔ جو اس شخص کی حالت ہوتی ہے بالکل یہی ان کی کیفیت ہوتی ہے۔

جو لوگ ہر معاملے میں بناوٹ اور نمائش سے کام لیتے ہیں ان کے اندر اسی تکلف کے نتیجہ میں بڑائی کا عنصر بھی پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہ لوگ آہستہ آہستہ تکبر کی دلدل میں دھنسنے لگتے ہیں۔ ان کو اپنے متعلق یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ ان جیسا اور کوئی نہیں۔ حالانکہ انہوں نے اعلیٰ حیثیت کا صرف ایک لبادہ اوڑھا ہوتا ہے۔ اور اندر سے ان کی اصلیت بالکل کچھ اور ہوتی ہے۔ چنانچہ اپنے سے نچلے طبقے پر اثر ڈالنے کیلئے یہ لوگ ان سے بڑی بے رخی سے پیش آتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ان کو سخت ناگوار گزرتا ہے۔ ان کو اس بات کا خطرہ ہوتا ہے کہ اگر ہم غریب لوگوں میں بیٹھیں گے تو اس سے ہماری شان میں

(باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

حدیث "لَا الْمَهْدِیُ اِلَّا عِیْسٰی" کے تائیدی شواہد

(عبدالسمیع خان)

"مسیح" اور "مہدی" کے ایک ہی وجود ہونے کے متعلق ہماری جماعت کی طرف سے دیگر دلائل کے علاوہ عام طور پر یہ حدیث نبوی کثرت کے ساتھ پیش کی جاتی ہے

لا المهدی الا عیسیٰ[1]۔(سنن ابن ماجه. ابواب الفتن . باب شدة الزمان)

خاکسار نے اس حدیث کے مزید شواہد جمع کئے ہیں اور اسی حدیث کے مضمون اور الفاظ کے اندر رہتے ہوئے ایسی احادیث اکٹھی کی ہیں جن میں مسیح اور مہدی کو ایک ہی وجود قرار دیا گیا ہے۔ یہ تمام احادیث ابتدائی ماخذ اور کتب سے لی گئی ہیں جنہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ احادیث روایت کی ہیں۔ ایسی احادیث کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ا...... "لا المهدی الا عیسیٰ" والی حدیث ابن ماجہ کے علاوہ حدیث کی دیگر چھ ابتدائی کتب میں بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنی سند سے روایت کی ہے۔ بعد کی کتب میں یہ حدیث کثرت سے ہے مگر یہاں صرف ان کتب کا ذکر ہے جنہوں نے اپنی سند سے یہ حدیث درج کی ہے۔

۲......وہ احادیث جن میں واضح الفاظ میں مسیح کو مہدی یا مہدی کو مسیح کہا گیا ہے۔

۳......وہ احادیث جن میں مسیح کو امام کہا گیا ہے۔

وہ لوگ جو مسیح اور مہدی کو الگ الگ وجود مانتے ہیں ان کو یہ بات مسلم ہے کہ مہدی امام ہوگا اور مسیح مقتدی ہوگا۔ پس مسیح کو امام کہنا اسے امام مہدی کہنے ہی کے مترادف ہے۔

ان تینوں قسم کی کتب اور احادیث کو تفصیلی نقشوں کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے۔ آخر پر ان سب کتب کا تعارف کروایا گیا ہے۔

زمانی لحاظ سے سب سے پہلی کتاب مصنف عبدالرزاق ہے۔ اس کے مصنف کا زمانہ وفات ۲۱۱ ہجری ہے جبکہ حضرت امام احمدؒ (مسند احمد بن حنبل والے) کا زمانہ وفات ۲۴۱ ہجری ہے اور حضرت امام بخاریؒ کا سن وفات ۲۵۶ ہجری ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ احادیث بعد کے زمانہ کی نہیں بلکہ ابتدائی دور سے ہی مروج اور معلوم تھیں۔

حدیث "لا المهدی الا عیسیٰ"[1] کن کتب میں موجود ہے؟

یہ حدیث ابن ماجہ کے علاوہ چھ دیگر ابتدائی کتب میں انہی کی سند سے موجود ہے۔ یہ سند بنیادی طور پر مشترک ہے اکثر میں حضرت انسؓ کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے اور بعض میں حسنؒ سے روایت ہے۔ ان سب کتب اور ان کی اسناد کی فہرست مصنفین کے زمانہ کی ترتیب سے درج ہے۔ (جو کتب میسر نہیں ان کا حوالہ موجود کتب کے ذریعہ دیا گیا ہے)

کتاب اور مصنف	سن وفات	معین حوالہ	آخری راوی	مکمل سند
۱. کتاب الفتن نعیم بن حماد	۲۲۹ ہجری	بحوالہ معجم احادیث المهدی جلد اول صفحہ ۵۶۳	حسنؒ	فضل بن عیاض ، هشام ، حسن
۲۔سنن ابن ماجه	۲۷۳ ہجری	ابواب الفتن باب شدة الزمان	انسؓ	یونس بن عبدالاعلیٰ، محمدبن ادریس الشافعی ، محمد بن خالد، ابان بن صالح ، حسن، انس
۳۔ البدء والتاریخ احمد بن سهل البلخی	۳۲۲ ہجری	جلد اول صفحہ ۱۸۱	انسؓ	احمد بن محمد بن حجاج، محمد بن احمد بن راشد، یونس بن عبدالله الاعلیٰ، محمد بن خالد، حسن ، انس
۴۔ مستدرك حاکم	۴۰۵ ہجری	کتاب الفتن باب لا یزداد الامر الاشدّة	انسؓ	عیسیٰ بن زید، یونس بن عبدالاعلیٰ، محمدبن ادریس ، محمد بن خالد، ابان ، حسن، انس.
۵۔ حلیة الاولیاء ابونعیم اصفهانی	۴۳۰ ہجری	جلد ۹ صفحہ ۱۶۱	انسؓ	ابو محمد بن حیان، ابو الحریش الکلابی، یونس بن عبد الاعلی، محمد بن ادریس الشافعی، محمد بن خالد، ابان بن صالح، حسن، انس.
٦. تاریخ بغداد. احمد بن علي خطیب بغدادي	۴۶۳ ہجری	جلد ۴ صفحہ ۲۲۰	انسؓ	محمد بن المفرج، ابو بکر محمد بن علي، ابو العباس الاقطع، احمد بن عبد الله الطائی، یونس بن عبد الاعلي، محمد بن ادریس، محمد بن خالد، ابان، حسن، انس.
۷. البعث والنشور احمد بن حسین بیهقی	۴۸۵ ہجری	صفحہ ۲۰۹ بحوالہ معجم احادیث المهدی جلد اول صفحہ ۵۶۵	انسؓ	ابن ماجه والی سند کے علاوہ دوسری سند ہے۔ عن انس

احادیث جن میں مسیحؑ کو ہی امام مہدیؑ قرار دیا گیا ہے

مندرجہ ذیل احادیث میں وضاحت کے ساتھ مسیح کو مہدی اور مہدی کو مسیح قرار دیا گیا ہے۔ یہ آٹھ احادیث ہیں اور ابتدائی کتب سے درج ہوتی آئی ہیں۔ اور متعدد صحابہ اور تابعین سے منقول ہیں۔ ان کی فہرست مصنفین کے زمانہ کی ترتیب کے ساتھ پیش ہے:

الفاظ حدیث جن میں مسیح کو امام مہدی کہا گیا ہے	آخری راوی	کتاب و مصنف	سن وفات	معین حوالہ
۱. ینزل عیسی بن مریم اماما هادیا ومقسطا عدلا	طاؤس (تابعي)	المصنف عبد الرزاق	۲۱۱ ہجری	باب نزول عیسی جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۰
۲. یوشك ان ینزل ابن مریم فیکم امام مهدی وقاضي عدلِ	ابو هریرةؓ	مسند حمیدی	۲۱۹ ہجری	صفحہ ۳۰۸ حدیث نمبر ۱۰۹۸
۳. المهدی عیسی بن مریم	مجاهد (تابعي)	المصنف ابن ابی شیبه	۲۳۵ ہجری	کتاب الفتن فی فتنة الدجال حدیث نمبر ۱۹۴۹۲

یوشك من عَاش منكم ان يلقى عيسى بن مريم اماما مهديا وحكما عدلا	ابو ہریرۃؓ	مسند احمد بن حنبل	۲۴۱ ہجری	جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ (اسناده على شرط الشيخين
۵. یوشك من عاش منكم أن يخرج المهدى عيسى بن مريم اماما مهديا وحكما عدلاً	ابو ہریرۃؓ	مسند بزار	۲۹۴ ہجری	بحواله شرح ترمذی ابو بكر ابن عربی جلد ۹ صفحہ ۷۷
۶. ينزل عيسى بن مريم مصدقا لمحمد على ملته اماما مهديا وحكما عدلا	عبد الله بن مغفلؓ	المعجم الأوسط طبراني	۳۶۰ ہجری	جلد ۵ صفحہ ۲۹۳ (رجاله ثقات في بعضهم ضعف لا يضر (مجمع الزوائد ۳۳۶/۷
۷. یوشك من عاش منكم ان يلقى عيسى بن مريم اماما مهديا	ابو ہریرۃؓ	الكامل، ابن عدى	۳۶۵ ہجری	جلد ۳ صفحہ ۲۶۱
۸. ينزل اخی عیسی بن مريم ....اماما هاديا وحكما عدلاً	ابن عباس	تاريخ دمشق ابن عساكر	۵۷۱ ہجری	بحواله كنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۶۱۹

احادیث جن میں مسیح کو امام قرار دیا گیا ہے

مسیح اور مہدی کو الگ الگ وجود ماننے والوں کے نزدیک بھی احادیث کی رو سے یہ مسلّمہ امر ہے کہ مسیح مقتدی ہوگا اور مہدی امام ہوگا۔ اس لئے امام کا لفظ صرف امام مہدی پر اطلاق پاتا ہے۔ لہذا جب رسول کریم ﷺ نے مسیح کو امام فرمایا تو دراصل اس کے امام مہدی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ ان سب احادیث کو مصنفین کی زمانی ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔ یہ ۲۷ احادیث ہیں اور کئی صحابہؓ سے مروی ہیں :۔

الفاظ حدیث جن میں مسیح کو امام کہا گیا ہے	راوی	کتاب و مصنف	سن وفات	معین حوالہ
۱. لیوشکنّ ان ينزل فكيم ابن مريم حكما عدلا واماما مقسطا	ابو ہریرۃؓ	المصنف عبد الرزاق	۲۱۱ ہجری	باب نزول عيسى جلد ۱۱ صفحہ ۳۹۹
۲. كيف بكم اذا نزل فيكم ابن مريم حكما فامكم او قال امامكم منكم	ابو ہریرۃؓ	المصنف عبد الرزاق	۲۱۱ ہجری	باب نزول عيسى جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۰
۳. لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم اماما مقسطا	ابو ہریرۃؓ	المصنف عبد الرزاق	۲۱۱ ہجری	باب نزول عيسى جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۱
٤. يوشك ان ينزل ابن مريم فيكم حكما واماما مقسطا	ابو ہریرۃؓ	مسند الحميدي	۲۱۹ ہجری	ص ۳۰۸ حدیث نمبر ۱۰۹۷
٥. يكون عيسى بن مريم عليه السلام في امتى حكما عدلا واماما مقسطا	ابو امامہؓ	صحيح ابن خزيمه	۲۲۳ ہجری	بحواله كنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۵
٦. لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم حكما مقسطا واماما عادلا	ابو ہریرۃؓ	المصنف ابن ابى شيبه	۲۳۵ ہجری	كتاب الفتن باب في فتنة الدجال
۷. يمكث عيسى في الارض اربعين سنة اوقريباً من اربعين سنة اماما عادلا وحكما مقسطا	عائشةؓ	المصنف ابن ابى شيبه	۲۳۵ ہجری	كتاب الفتن باب في فتنة الدجال
۸. كيف بكم اذا نزل بكم ابن مريم فامكم او قال امامكم منكم	عائشةؓ	مسند أحمد بن حنبل	۲۴۱ ہجری	جلد ۲ صفحہ ۲۷۲
۹. كيف بكم اذا نزل فيكم عيسى بن مريم وامامكم منكم	عائشةؓ	مسند أحمد بن حنبل	۲۴۱ ہجری	جلد ۲ صفحہ ۳۳۶
۱۰. يوشك المسيح عيسى بن مريم ان ينزل حكما مقسطا واماما عدلا	عائشةؓ	مسند أحمد بن حنبل	۲۴۱ ہجری	جلد ۲ صفحہ ۳۹۴ فيه كثير بن زيد وثقة أحمد وجماعة وضعه النسائى وبقيه رجاله ثقات (مجمع الزوائد ۸/۱۲)
۱۱. يمكث عيسى عليه السلام في الأرض اربعين سنة اماما عادلا وحكما مقسطا	عائشةؓ	مسند احمد بن حنبل	۲۴۱ ہجری	جلد ۶ صفحہ ۷۵ رجاله رجال الصحيح غير الحضرى ابن لاحق وهو ثقة مجمع الزوائد صفحه ۷
۱۲. كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم	ابو ہریرۃؓ	صحيح بخاري	۲۵۶ ہجری	كتاب الأنبياء باب نزول عيسى
۱۳. ينزل عيسى اماما عدلا	ابو ہریرۃؓ	تاريخ كبير امام بخاريؒ	۲۵۶ ہجری	باب السين جلد ۳ صفحہ ۳۵۷
۱۴. كيف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم فامكم منكم	ابو ہریرۃؓ	صحيح مسلم	۲۶۰ ہجری	كتاب الايمان باب نزول عيسى
۱۵. كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامكم	ابو ہریرۃؓ	صحيح مسلم	۲۶۰ ہجری	كتاب الايمان باب نزول عيسى
۱۶. ليوشكنّ ان ينزل فيكم ابن مريم اماما مقسطا	ابو ہریرۃؓ	صحيح مسلم	۲۶۰ ہجری	كتاب الايمان نزول عيسى
۱۷. ينزل عيسى بن مريم فامهم	ابو ہریرۃؓ	صحيح مسلم	۲۶۰ ہجری	كتاب الفتن باب في فتح قسطنطينة
۱۸. يكون عيسى بن مريم في امتى حكما عدلا واماما مقسطا	ابو امامہؓ	سنن ابن ماجه	۲۷۳ ہجری	كتاب الفتن باب فتنة الدجال
۱۹. لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم حكما مقسطا واماما عدلا	ابو ہریرۃؓ	سنن ابن ماجه	۲۷۳ ہجری	كتاب الفتن باب فتنة الدجال
۲۰. كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم	ابو ہریرۃؓ	ابن حبان	۲۵۴ ہجری	جلد ۷ صفحہ ۲۸۴ حدیث ۶۷۶۴
۲۱. ينزل الله عيسى بن مريم فيؤمهم	ابو ہریرۃؓ	ابن حبان	۲۵۴ ہجری	جلد ۷ صفحہ ۲۸۶ حدیث ۶۷۷۳ باب اخباره عما يكون في امته من الفتن والحوادث ذكر قدر مكث الدجال
۲۲. يلبث عيسى في الارض اربعين سنة او قريبا من اربعين سنة اماما حكما مقسطا	عائشة	ابن حبان	۲۵۴ ہجری	جلد ۷ صفحہ ۲۹۰ حدیث ۶۷۸۳ باب اخباره عما يكون في امته من الفتن والحوادث ذكر الاخبار عن قدر مكث عيسى بن مريم
۲۳. يوشك من عاش منكم ان يرى عيسى بن مريم اماما حكما عدلا	عائشةؓ	المعجم الصغير طبراني	۳۶۰ ہجری	جلد ۱ صفحہ ۶۹ من اسمه احمد.
۲٤. يمكث عيسى عليه السلام في الأرض اربعين سنة اماما عادلا وحكما مقسطا	عائشةؓ	المعجم الصغير طبراني	۳۶۰ ہجری	جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ ذكر ما ورد ان الدجال ينزل على رأس مأة
۲۵. ليهبطن عيسى بن مريم حكما عدلا واماما مقسطا	ابو ہریرۃؓ	مستدرك حاكم	۴۰۵ ہجری	جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ كتاب التاريخ باب هبوط عيسى وقتل الدجال؟
۲۶. ينزل عيسى بن مريم صلوات الله عليه فامهم	ابو ہریرۃؓ	مستدرك حاكم	۴۰۵ ہجری	جلد ۴ صفحہ ۴۸۲ كتاب الفتن ذكر قتل الدجال صحيح على شرط مسلم
۲۷. كيف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم وامامكم منكم	ابو ہریرۃؓ	فردوس الاخبار ديلمى	۵۰۹ ہجری	جلد ۳ صفحہ ۳۴۲ حدیث ۴۹۱۸

(باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-20757
FAX:(091) 01872-20105

Vol - 48 Thursday, 22th April 1999 Issue No: 16

گوشت اور خون سچی قربانی تبھی بنے گی اگر دلوں کی پاکیزگی ساتھ ہو۔ قربانی جب پیش کی جاتی ہے تو قربِ الٰہی کیلئے پیش کی جاتی ہے اور اسے قبول کرنے میں خدا کوئی دیر نہیں کرتا

(بیت الفتوح (مارڈن ۔ لندن) میں احباب جماعت احمدیہ برطانیہ کا نماز عیدالاضحیہ کے لئے مرکزی اجتماع)

برطانیہ اور یورپ کے ممالک میں احمدی مسلمانوں نے عیدالاضحیہ کی تقریب مورخہ ۲۸؍ مارچ ۱۹۹۹ء بروز اتوار پوری اسلامی روایات اور احترام و عقیدت کے ساتھ منائی۔ برطانیہ میں نماز عید کا مرکزی اجتماع مجوزہ مسجد بیت الفتوح کی جگہ پر منعقد ہوا جہاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز عید پڑھانے کے بعد ایک جامع اور ایمان افروز خطبہ عید ارشاد فرمایا اور دعا کروائی۔ لندن کے علاوہ دیگر بڑی بڑی جماعتوں برمنگھم، مانچسٹر، بریڈفورڈ، ہڈرزفیلڈ اور گلاسگو وغیرہ نے مقامی طور پر نماز عید کی ادائیگی کا انتظام کیا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ برطانیہ میں نماز عید کا مرکزی اجتماع اسلام آباد (ٹلفورڈ) کی بجائے عنقریب تعمیر ہونے والی مسجد بیت الفتوح (مارڈن، لندن) کی جگہ پر منعقد ہوا۔ مسجد کی باقاعدہ تعمیر کا آغاز انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال شروع ہو جائے گا۔ تاہم اس عظیم منصوبہ کے پہلے مرحلہ کی تکمیل کے بعد اس جگہ متعدد وسیع و عریض ہال تیار ہو چکے ہیں جن میں ہزاروں افراد بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن پارکنگ کے لئے بیت الفتوح میں گنجائش محدود ہونے کی وجہ سے تین قریبی جگہوں پر انتظام کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کافی ثابت ہوا۔

۲۸؍ مارچ کی صبح چاق و چوبند خدام اپنی ڈیوٹیوں پر حاضر ہو گئے۔ لندن اور مضافاتی علاقوں کے علاوہ بعض دُور کے مقامات سے بھی احمدی احباب کشاں کشاں بیت الفتوح پہنچنا شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وسیع و عریض ہال عشاق اسلام سے بھر گیا۔ ایک اندازہ کے مطابق اس تقریب میں ساڑھے آٹھ ہزار سے زائد احباب و خواتین اور بچوں نے شمولیت کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سب لوگ سراپا انتظار بنے ہوئے تکبیرات کے ورد میں مصروف تھے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا دس بجے مقام عید پر تشریف لائے اور نماز عید پڑھائی۔ بعد ازاں حضور انور نے ایک جامع اور ایمان افروز خطبہ عید ارشاد فرمایا جو کم و بیش چالیس منٹ تک جاری رہا۔ اس خطبہ میں حضور انور نے عیدالاضحیہ کی مناسبت سے قربانی کے فلسفہ پر روشنی ڈالی۔ قربانی کے بارہ میں غیر مسلموں کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کا بھی حضور انور نے تفصیلی جواب دیا اور قربانی کی عظمت کو اجاگر فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ قربانی دراصل قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اور قربانی سچی ہو تو یہ بلا تاخیر انسان کو قرب الٰہی کی نعمت عطا فرما دیتی ہے۔ احادیث نبویہ کے حوالہ سے آپ نے آنحضرت ﷺ کے قربانی کرنے کے طریق کی وضاحت فرمائی اور ان ہدایات کا ذکر فرمایا جو اس موقع پر مدنظر رکھی جانی ضروری ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی قربانی کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آپؐ نے نہ صرف اپنی طرف سے عید کے مواقع پر قربانی پیش فرمائی بلکہ اپنی امت کے افراد کی طرف سے بھی ہمیشہ قربانی پیش فرماتے رہے۔ یہ امر آپؐ کی عظمت اور شفقت کا آئینہ دار ہے۔ حضور انور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ایمان افروز اقتباسات بھی پیش فرمائے اور ان میں بیان فرمودہ اہم نصائح کی تشریح فرمائی۔ خطبہ کے آخر میں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور بعد ازاں اپنے پیغام میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے سب افراد کو محبت بھرا اسلام اور عید مبارک کا تحفہ عطا فرمایا۔

موسم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا تھا جس نے اس مبارک دن کی خوشیوں میں مزید اضافہ کر دیا اور احباب اس مبارک دن سے پوری طرح لطف اندوز ہوئے۔ بیت الفتوح میں نماز عید کا یہ پہلا موقع تھا اس مناسبت سے جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے جملہ حاضرین کی خدمت میں خوبصورت ڈبوں اور پیکٹوں میں بند کر کے مٹھائی اور بھنا ہوا گوشت تقسیم کیا گیا۔ علاوہ ازیں بچوں کو پھلوں کے جوس کے ڈبے اور چاکلیٹ دیئے گئے۔ نیز چائے کا انتظام بھی سب کے لئے موجود تھا۔

سنت ابراہیمی کی اقتداء کرتے ہوئے عیدالاضحیہ کے موقع پر برطانیہ کے متعدد احباب نے مقامی طور پر جانور کی قربانی کا اہتمام کیا۔

باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں

جیند (ہریانہ) میں غیر احمدی ملاؤں کا جلسہ

۱۵؍ مارچ کو جیند کی عید گاہ میں غیر احمدی ملاؤں نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک جلسے کا انعقاد کیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کی سنت کو تازہ کرتے ہوئے احمدیوں کے خلاف سوشل بائیکاٹ کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ پروگرام یہ تھا کہ ہر برادری کے ایک آدمی کو پہلے سے تیار کیا گیا تھا کہ وہ احمدیوں کے خلاف جلسہ میں کھڑا ہو کر سوشل بائیکاٹ کا اعلان کرے گا۔

ایسی اطلاع ملنے پر قریب کی احمدیہ جماعتوں اور جیند کے احمدیہ افراد نے جلسہ میں جانے کا پروگرام بنایا جب پروگرام کے مطابق سونی پت کے مولانا کلیم صاحب نے پہلے سے تیار شدہ ایک آدمی کو احمدیوں کے خلاف بائیکاٹ کا اعلان کرنے کیلئے کھڑا ہونے کو کہا تو ساتھ ہی مکرم ماسٹر شیر علی صاحب صدر جماعت احمدیہ اگلن بھی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ مولانا صاحب پہلے یہ بتائیے کہ کس جرم میں یہ بائیکاٹ کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ مولانا نے کہا کہ تم لوگوں نے اپنا الگ نبی بنایا ہے۔ اس پر مکرم ماسٹر شیر علی صاحب نے قرآن مجید سے مدلل رنگ میں مولانا صاحب کو جواب دیا اس غیر متوقع اور بے ساختہ جوابات پر مولانا صاحب گھبرا گئے اور کہا کہ آپ بیٹھ جائیں آپ کو سب بڑے بڑے مولانا صاحبان نے کافر قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ اس وقت ماسٹر شیر علی صاحب نے اپنی جیب سے ایک اشتہار نکالا جو بریلوی حضرات نے دیوبندیوں کے خلاف شائع کیا تھا اور دیوبندیوں کو کافر قرار دیا تھا۔ جب ماسٹر صاحب نے یہ اشتہار مسجد میں پڑھنا شروع کیا تو مولانا صاحبان جو وہاں موجود تھے سخت ناراض ہوئے۔ اور بجائے دلیل کا جواب دلیل سے دینے کے اشتہار چھین لیا۔ اس طرح جلسہ منتشر ہو گیا اور مولوی صاحبان کا بائیکاٹ کا جو پلان تھا وہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔

غیر احمدی بھائیوں پر اس کا بہت اثر پڑا کہ مولانا صاحبان بھی ہمیں احمدیوں کی دلیلوں کا جواب نہیں دے سکتے اور قرآن وحدیث سے بات کرنے سے کتراتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ ابھی دو سال قبل احمدیت قبول کرنے والے بھائی جو پہلے کلمہ تک نہیں جانتے تھے۔ مولانا صاحبان کے مقابل پر قرآن وحدیث سے جوابات دینے کے قابل ہو چکے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک (سید مبشر احمد عامل مبلغ سلسلہ جیند)

بقیہ صفحہ : ۲

دعوت الی اللہ بھارت اور جناب چیئرمین صاحب ضلع پریشد کرنال نے تقسیم کئے بعد دعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ کی ایک خاص بات یہ رہی کہ امسال کے جلسہ سالانہ کی تمام ڈیوٹیاں سوائے .M.T.A کی ڈیوٹی کے ہریانہ کے نومبائعین نے ادا کیں اور نہایت حُسن وخوبی سے ڈیوٹیاں سر انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے بالخصوص مکرم بشارت احمد صاحب صدر جماعت کرنال و صدر استقبالیہ مکرم امام الدین صاحب سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی مکرم منیر احمد صاحب اور علی محمد صاحب اگلن ضلع حصار مکرم نصیب احمد خان صاحب و علی لون ضلع جیند مکرم اُمید علی صاحب جیند مکرم سلیم احمد صاحب مکرم کلیم احمد صاحب تلاکور مکرم نعیم احمد صاحب یمنانگر وپسران مکرم بشارت صاحب صدر جماعت کرنال مکرم منگت دین صاحب مکرم علی حسن صاحب مکرم عمران صاحب سوبری کرنال مکرم نذیر احمد صاحب صدر جماعت پانی پت مکرم رئیس الدین صاحب آف بنتھلانہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(خاکسار سفیر احمد یحییٰ انچارج مبلغ ہریانہ)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTEED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15